بقیع
NOVEMBER 2021
Regd. # MC-1177

اسلام میں جبری تبدیلئ مذہب کی شرعی حیثیت

مصنف
مفتی ابوثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی
(خادم دار الإفتاء النور، جمعیت اشاعت اہلسنت)

تقدیم و تصدیق
شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
(رئیس دار الحدیث و رئیس دار الإفتاء بجامعة النور)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

اسلام میں
جبری تبدیلئ مذہب کی شرعی حیثیت

مصنِّف

مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی حفظہ اللہ

(خادم دار الإفتاء النّور، جمعیت اشاعت اہلسنّت)

تقدیم و تصدیق

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی اطال اللہ عمرہ

(رئیس دار الحدیث و رئیس دار الإفتاء بجامعة النّور)

جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

نام رسالہ : اسلام میں جبری تبدیلیٔ مذہب کی شرعی حیثیت

مصنف : مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

تقدیم : شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

تعداد : ۴۳۰۰

اشاعت نمبر: ۳۲۹

بارِ اوّل : ربیع الاول ۱۴۴۳ھ، نومبر ۲۰۲۱ء

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون:021-32439799

خوشخبری : یہ کتاب اس ویب سائٹ پر بھی موجود ہے

www.ishaateislam.net

فہرستِ مضامین

شمار	عنوانات	صفحہ
1	انتساب	5
2	پیش لفظ	6
3	تقریظ و تصدیق: مفتی محمد قاسم القادری نعیمی اشرفی مدظلہ العالی	8
4	تقریظ: مفتی جلال الدین احمد امجدی دامت برکاتہم العالیہ	10
5	تقریظ: شیخ الحدیث علامہ محمد شکیل اختری قادری مدظلہ العالی	13
6	تقدیم و تصدیق: شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی	15
7	**آغاز رسالہ**	22
8	ایمان کی تعریف اور اس کی حقیقت	22
9	جبری تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت	25
10	اکراہ و جبر سے مراد	25
11	اِکراہ و جبر کی تقسیم	25
12	پہلی صورت	25
13	دوسری صورت	26
14	اِکراہِ شرعی کی بنیادی شرائط	26
15	جبری تبدیلیٔ مذہب کی ممانعت پر قرآنی آیات	29

33	بچے اور بالغ کی تعریف نیز اٹھارہ سال سے کم عمر شخص پر بچے کا اطلاق اور اس کی شرعی حیثیت	16
35	قبولِ اسلام کی عمر اور جبری تبدیلیٔ مذہب	17
37	اٹھارہ سال سے کم عمر میں اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام	18
39	جبراً اسلام قبول کروانے کی سزا	19
40	اسلام کی دعوت دینا اہم دینی فریضہ ہے	20
42	اسلام کی روشن تعلیمات اور قبولِ اسلام	21
43	جبراً قبول اسلام اور اس پر سزا کا حکم	22
44	پہلی مثال	23
45	عدالت میں قبول اسلام کا اقرار	24
46	دوسری مثال	25
47	اعتراض	26
47	جواب	27
48	اسلام قبول کرنے والی چند مشہور شخصیات کے نام	28
56	شادی یا معاشی مفادات کے پیشِ نظر اسلام قبول کرنا	29
59	کلمہ پڑھانے میں تاخیر کرنا	30
61	ماخذ و مراجع	31

انتساب

بنام

اپنے پیر و مرشد، شیخ طریقت، امیر اہلِ سنّت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علّامہ، مولانا، ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری، رضوی، ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کہ جن سے وابستہ ہونے کے بعد دینی سمجھ اور دینی کام کرنے کا جذبہ اور شوق بیدار ہوا۔

اور

اخص الخاص استاد محترم شیخ الحدیث **مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی** مدظلہ العالی کہ جنہوں نے اس اہم ترین کام کے لئے احقر العباد کا نہ صرف انتخاب فرمایا، بلکہ قدم بقدم رہنمائی کی اور پھر مقدمہ لکھ کر حوصلہ افزائی بھی فرمائی اور سچ تو یہ ہے کہ جو کچھ بھی لکھ سکا وہ سب استاذ محترم ہی کا مرہونِ منت ہے۔

اور

اپنے **پیارے والدین** کہ جنہوں نے خود مشکلات جھیل کر معاشی و دیگر فکروں سے مکمل آزاد کر کے علم دین کی راہ کا مسافر بنائے رکھا ہے۔

اور

اپنی شریکِ حیات جو دینی کاموں میں معاون و مددگار رہتی ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

طالبِ دعا

٭ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی٭

۱/۱۱/۲۰۲۱

پیش لفظ

اَز: مفتی محمد جنید عطاری المدنی النعیمی سلمہ الباری

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

دینِ اسلام کی ابتدا سے لے کر آج کے دن تک جو سازش ہوئی اِس دین کو نقصان نہ پہنچا سکیں بلکہ ان سازشوں کی زیادتی نے ہمیشہ اس کو عُروج بخشا اور خدائے رحمن کی خاص عنایت ہے کہ جب بھی کفار و مشرک نے اس کو ختم کرنے کے لئے حملہ کیا یہ دین مزید پھیلتا گیا۔ اب جب کہ ایک بل کی صورت میں جس کا نام ''جبری تبدیلیٔ مذہب'' ہے جس کا واضح مقصد اس کی تبلیغ واشاعت کو روکنا ہے، کو اسمبلی سے پاس کرانے کی کوششیں کی گئیں اور اس بل میں برملا پاکستان میں رہنے والے مسلمانوں پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ وہ لوگوں کو زبردستی مسلمان بناتے ہیں اور ان کا مذہب جبراً تبدیل کراتے ہیں حالانکہ یہ بات حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

دین اسلام اور اس کے قوانین ایک کھلی ہوئی کتاب ہیں، رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور ان کے بعد ان کے خلفاء کی سیرت اور سلاطینِ عثمانیہ تک کی سیرت سے یہ بات بالکل واضح ہے جب بھی ملک یا علاقہ کو فتح کرنے کے لئے جہاد کیا گیا تو سب سے پہلے دعوتِ اسلام پیش کی گئی، قبول نہ کرنے کی صورت میں زبردستی قبول نہ کرایا گیا بلکہ سرنڈر کر کے جزیہ کی پیش کش اور اِسے بھی نہ ماننے کی صورت میں لڑنے کا حکم دیا گیا اور جب وہ ملک یا علاقہ فتح ہوا، پھر بھی کسی کو زبردستی اسلام قبول کرانے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ البتہ ایسا ضرور ہوا کہ وہاں کے باشندوں نے حاکمِ اسلام کے عدل وانصاف کو دیکھا تو دینِ اسلام سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور یوں دین پھیلتا رہا اور آج بھی دنیا میں سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ جو مذہب پھیل رہا ہے وہ اسلام ہی ہے۔ ایک سروے کے مطابق سب سے زیادہ غیر مسلم امریکہ میں اسلام قبول کر رہے ہیں تو اب بتایا جائے کہ امریکہ جیسے ملک میں کون ہے جو انہیں زبردستی اسلام میں داخل کروا رہا ہے تو یہ بات

بالکل واضح ہے یہ بل "جبری تبدیلیٔ مذہب" دین اسلام کے خلاف ماضی میں جو سازشیں ہوتی رہیں اس کا ایک حصہ ہے لیکن چونکہ وہ سازشیں ناکام ہوئیں اور یہ بھی ناکام ہوگی؛ کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: الإسلام يَعلو ولا يُعلى (صحيح البخاري، رقم: ۱۳۵۵)

اور جب دینِ اسلام کے خلاف کوئی سازش کی گئی تو ہمارے ادارے "جمعیت اشاعتِ اہلسنّت" نے زورِ قلم سے اُسے روکنے میں بھرپور کردار ادا کیا اور یہ رسالہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے ادارہ کے تحت چلنے والے ایک شعبہ دارالافتاء جامعۃ النُّور کے مفتی ابوثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی مدظلہ العالی نے چند سوال کے جوابات کی صورت میں تحریر فرمایا۔ ادارہ اپنے سلسلہ اشاعت نمبر ۳۲۹ پر شائع کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو خوب خوب ترقی عطا فرمائے اور مفتی ابوثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی مدظلہ العالی کے علم و عمل میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی اگر میں ذکر نہ کروں ہمارے استاذ محترم حضرت علامہ شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مُدّظلہ العالی کا تو یہ "مَن لَم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرِ اللّٰه" کے مترادف ہوگا، اس دارالافتا کا سارا فیضان ان ہی کے سر ہے اور دارالافتا کی ساری بہاریں ان ہی کی مرہونِ منت ہیں، اسی طرح بانیٔ جمعیت اشاعتِ اہلسنت، (پاکستان) کا ذکر نہ کرنا بھی ناانصافی ہوگی؛ کیوں کہ یہ ادارہ انہی کا قائم کردہ اور انہی کے دم قدم سے قائم ہے۔ ربّ کریم ہمارے استاذ محترم اور بانیٔ ادارہ کا فیضان دنیا بھر میں جاری فرمائے اور ہمیں ان کے فیض سے مستفیض فرمائے اور اِس تحریر کو عوام و خواص کے لئے مفید بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

فقط: محمد جنید عطاری المدنی النعیمی

۲۹/۱۰/۲۰۲۱

تقریظ و تصدیق
مفتی محمد قاسم القادری نعیمی اشرفی حنفی چشتی مدظلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی ما انعم و صلی اللہ علی سیدنا مُحَمَّد و الہ وسلم

محترم قارئین انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ پیش نظر رسالہ بنام "اسلام میں جبری تبدیلیٔ مذہب کی شرعی حیثیت" بفضلہ تعالی مسائل دینیہ پر مشتمل چند محقق و مفید فتاوی کا مجموعہ ہے بظاہر مختصر مگر فی الواقع دلائل وبراھین کے زیور سے آراستہ دینی معلوم کا ایسا عظیم خزینہ ہے جو محبِّ گرامی قدر و منزلت مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی زید شرفہ نے فقیہ اسلام ،استاد العلماءِ، زبدۃ الاذکیا، شیخ طریقت، خلیفۂ شیخ الاسلام، استاذی الکریم حضرت العلام الحاج الشاہ المفتی محمد عطاءاللہ نعیمی نقشبندی مجدّدی زیدت مکارمکم العالیہ کے زیر سایہ رہ کر جن مسائل پر قلم اٹھایا ہے غالباً موصوف کی کاوش کا پہلا شہکار ہونے کی حیثیت سے اسلوبِ تحریر بڑی حد تک محققانہ ہے جو موصوف کی جودت طبع فکر و نظر اور ذوق تجسس کی واضح دلیل اور استاد محترم فقیہ اسلام دام ظلہ کی خصوصی توجہ و ادب کا ثمرہ وما حصل ہے یقینا اس رسالہ سے عوام وخواص سب یکساں طور پر مستفیض و مستنیر ہوں گے اور ان کے لئے استفاضہ کا باعث ہو گا۔

اس مجموعہ کو موصوف نے مستند بنانے کے لئے مستند مآخذ و مراجع کی تلاش و جستجوں میں جس سعیٔ پیہم سے کام لیا ہے بلاشک وشبہ ولاریب ولائق تحسین و صد آفریں اور کثرت مطالعہ کا نتیجہ ہے یقیناً موصوف اپنی کوشش میں کامیاب ہیں میں نے تمام سوالات کو بالاستعاب پڑھا ماشاءاللہ خوب سے خوب تر پایا۔

موصوف ایک زمانہ سے استاد محترم کے زیر سایہ رہ کر فتوی نویسی کے ذریعہ ملت بیضا کی خدمات انجام دے رہے ہیں اور سائلین کے مسائل کی گتھیاں سلجھا رہے ہیں فتوی نویسی سے

کافی شغف رکھتے ہیں جیسا کہ شوشل میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد پر عیاں ہے کاش وہ فتاوی کا مجموعہ بھی چھپ جائے تو فتوی کے باب ضرور بالضرور اضافہ کا باعث ہو گا تاکہ لوگ استفادہ کر سکیں خدا کرے تصنیفات و تالیفات کی دنیا میں ذوق و شوق کا یہ عظیم کارواں تیز رفتاری کے ساتھ اسی طرح آگے بڑھتا رہے اور اپنے ہمعصروں کے لئے نمونہ عمل ثابت ہو دعا گو ہوں مولی تعالی جل جلالہ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اور اہل بیت اطہار کے طفیل ان کے علم و حلم عمر و اقبال میں خوب برکتیں فرمائے اور فرزندانِ اسلام کے لئے اس کتاب کو نافع بنائے اور مفتی صاحب موصوف کو اس سلسلہ کی مزید سعی جاری رکھنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین یا مجیب السائلین بحق طٰہٰ و یٰس و بحق ن و ص بحق بدوح و بحرمة سید المرسلین سیدنا مُحمّد صلی اللہ تعالی علی حبیبه الف الف مرة و اله و ازواجه و اهل بیته و بارک وسلم

طالب دعا محتاج کرم

أحوج الناس الی شفاعة سید الانس والجان

* مُحمّد قاسم القادری نعیمی اشرفی حنفی چشتی

غفرلہ اللہ القوی

شیش گڑھ بریلی شریف

خادم غوثیہ دار الافتا صدیقی مارکیٹ کاشی پور اترا کھنڈ *

تقریظ

مفتی جلال الدین احمد امجدی رضوی نعیمی مدظلہ العالی

مؤمن مسلم کی کامیابی وکامرانی اسی امر میں ہے کہ ایمان وعقیدہ میں پختہ ہونے کے بعد فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات پر عامل ہوتے ہوئے حرام وناجائز امور سے اجتناب بھی کرتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ خود قرآن پاک کو حدیث رسول اور فقہاء کے اقوال کا علم رکھتا ہو یا ان علماء واسلاف کے نقش قدم پر چلتا ہو جنھوں نے اپنی حیات کا محور ومرکز شریعت اسلامیہ مطہرہ کو بنایا ہے جو عوامی خرافات اور غلط احکامات کو اپنا شیوہ بنائے گا علمائے دین اور اسلاف کرام سے کنارہ کش رہے گا ضرور گمراہی کے گڑھے میں جاگرے گا پھر اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہو گا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا۔ (النساء:۴/۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

آج کل طرح طرح کی بداعتقادیاں جنم لے رہی ہیں اور فروغ پا رہی ہیں کہیں خدا ورسول کی شان میں گستاخیاں کی جارہی ہیں تو کوئی صحابہ کرام کے اعمال وکردار پر کیچڑ اچھال رہا ہے اور کوئی اہل بیت اطہار کو نشانہ بنا رہا ہے اور کوئی وہ ہے جو اہلِ سنّت وجماعت کے ان معمولات کو شرک وبدعت سے تعبیر کر رہا ہے جو صدیوں سے علماء ومشائخ اور صوفیاء واسلاف کی تائیدات سے گزر کر ہم تک پہنچے ہیں کوئی وہ ہے جو اسلامی احکامات میں تغیّر وتبدّل کر رہا ہے، جاہل حکّام واُمرا کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اسلامی

احکامات سے اپنے آپ کو آزاد کر چکا ہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہی کے دلدل میں پھنسارہا ہے ظاہر ہے اسلامی احکامات پر عمل نہ کرنا تو محض گناہ تھا لیکن ان کا انکار کرنا یا ان کا وہ معنی و مفہوم بتانا جو عہدِ رسالت سے لے کر آج تک کے مفہوم و معنی کے خلاف ہو صرف یہی نہیں کہ سراسر گمراہی ہے بلکہ کفر بھی ہے کیونکہ دین کے ضروری امور میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا باتفاقِ ائمہ کرام وعلمائے عظام کفر ہے۔

جیسا کہ مجوّزہ تبدیلی سیکشن ۲: کی ذیلی شق سی ای میں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ بچے کا معنی ہے: کوئی بھی فرد جو اٹھارہ سال سے کم عمر کا ہے اور سیکشن ۲: اے میں لکھا ہے بالغ کا معنی ہے: کوئی بھی فرد جس کی عمر ۱۸ سال سے زائد ہو اس فرضی بل کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ قول رسول و اصحاب رسول سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے، تو یہ اسلامی احکامات کا ایک طرح انکار ہی ہے اور یوں ہی مجوزہ قانون میں یہ بھی ہے کہ جو بچہ بلوغت کی عمر اٹھارہ سال کو پہنچنے سے پہلے اپنے مذہب کو تبدیل کرنے کا دعوی کرے اس کا مذہب تبدیل نہیں سمجھا جائے گا نہ ہی اس کے خلاف اس قسم کا دعوی کرنے پر کوئی کاروائی عمل میں لائی جائے گی اس قانون کے ماتحت کئی صحابہ کرام اولیاء وعلمائے کرام کے ایمان پر سوال اُٹھ کھڑا ہو گا یہ بھی ایک اسلامی قانون کا انکار ہی ہے اور اس قسم کے احکامات جاری کرنے والے یقیناً مسلمان نہیں اگرچہ کتنے ہی لمبے بال رکھیں اور کیسا ہی لمبا چوڑا کرتا پہنیں اور اپنے آپ کو اللہ والا کہیں یا اسلامی احکامات پر عمل کرنے والا سمجھیں اسلامی احکامات پر عمل کرنے والا وہی ہے جو اللہ کے مقدّس رسول حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی راہ پر چلے پھر ان کے آل واصحاب کو اپنا مقتدا بنائے اور اس کے بعد ان ائمہ وفقہاء کو جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی راہ پر چلنے چلانے میں گزار دیں اور شریعت مطہرہ کو اپنا مرجع بنایا حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کیا خوب فرماتے ہیں:۔ خلاف پیمبر کسے راگزید کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

یعنی، جو خلافِ پیغمبر اپنا راستہ اپنائے گا وہ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

اور پیغمبر کا راستہ وہی ہے جو صدیوں سے مسلمانوں میں چلا آ رہا ہے آج کوئی نیا

راستہ نکالے گا تو اس کو قرآن وحدیث اور اقوال فقہاء وعلماء کے میزان پر تولا جائے گا اگر درست ہو گا تو مانا جائے گا ورنہ رڈ کر دیا جائے گا لہذا عقائد ہوں یا معمولات ان کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری ہے۔

الحمدللہ علمائے حق نے ہمیشہ بے خوف لومۃ لائم احقاق حق و ابطال باطل اور بدعات و خرافات کی بیخ کنی کا اہم فریضہ انجام دیا ہے اسلام کی صحیح تصویر ملّت کے سامنے پیش کی ہے۔

چنانچہ آج کے کرب ناک اور روح فرسا حالات میں اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عزیز محترم حضرت علامہ مولانا مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی زادھم اللہ شرفاو فضلانے سندھ اسمبلی آف پاکستان و مجوّزہ تبدیلیٔ قانون میں غیر اسلامی احکامات کا برملا رڈ کیا ہے اور قوم مسلم کی اس معاملے میں صحیح رہنمائی کر کے مذہبی ذمہ داری نبھائی ہے۔ فقیر نے اپنی مصروفیات کی بنا پر رسالے کو بالاستیعاب دیکھنے کے بجائے جستہ جستہ دیکھا موصوف نے بڑی سلیقہ مندی اور شائستگی کے ساتھ مسائل کو قرآن وحدیث اور علمائے کرام کے مستند اقوال سے مزین کر کے پیش کیا ہے۔

ربّ قدیر عزیز موصوف کی اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور قوم مسلم کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اسی طرح مذہبِ حق اہلسنت و جماعت کی نشرواشاعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

٭جلال الدین احمد امجدی رضوی نعیمی ارشدی خادم جامعہ گلشن فاطمہ للبنات پیپل وبانی و مہتمم تاج الشریعہ لائبریری پیپل گاؤں نائیگاؤں ضلع ناندیڑ مہاراشٹر الھند
بتاریخ ۱۸/ربیع الاول بروز اتوار مطابق ۲۴/اکتوبر ۲۰۲۱/عیسوی٭

❁❁❁❁❁

تقریظ
شیخ الحدیث علامہ محمد شکیل اختر قادری

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اسلام ایک ہمہ گیر و آفاقی مذہب ہے، جو کائنات کی تمام تر خوبیاں اور سلامتیاں اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے، اپنی خوبیوں کی بنیاد پر ہی اسلام پھیلا ہے اور پھیلتا رہے گا، ظلم وجبر کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں کہ وہ مشتق ہی "سلم "یعنی سلامتی سے ہے، یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں بلکہ اعلی ترین اخلاقی قدروں کی وجہ سے پھیلا ہے۔

سندھ اسمبلی کا حالیہ مجوّزہ قانون " جبری تبدیلیٔ مذہب "کا بل نہ صرف خلافِ اسلام ہے بلکہ خلافِ حقیقت بھی، اسلام نے کبھی کسی کو تبدیلیٔ مذہب پر مجبور نہیں کیا، جب اسلام لانے پر جبر ہے ہی نہیں تو " جبری تبدیلیٔ مذہب "کا عنوان دینا خود ایک جبری فیصلہ ہے۔ مجوّزہ بل اسمبلی میں آنے کے بعد مسلمانوں میں بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے، ایسے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ کیا واقعی ایسا ہی ہے جس کا تاثر اس بل کے ذریعہ دیا گیا ہے؟ نیز اس مجوّزہ قانون کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مفتیانِ دارالفتاء جامعۃ النّور میں سے حضرت علاّمہ مفتی محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی صاحب قبلہ نے بروقت اس بے چینی کو محسوس کیا اور اس بل کی شرعی حیثیت اُجاگر کرنے کیلئے میدانِ عمل میں آئے، اور تمام تر پہلوؤں کا جائزہ لے کر حکم شرع سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کا فریضہ انجام دیا اور اب " اسلام میں جبری تبدیلیٔ مذہب کی شرعی حیثیت " کے عنوان سے ناقابلِ تردید دلائل وبراہین سے مزین یہ مختصر سا رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس سے آفتاب نیمروز سے زیادہ واضح ہو جائے گا کہ " جبری

تبدیلیٔ مذہب" کا قانون یا اس کی تجویز ہی سرے سے غلط اور غیر اسلامی ہے۔

اللہ کریم مفتی صاحب موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے، اور ایوان سیاست میں بیٹھے اسلام دشمن عناصر کے آلہ کار یا ان کے پروپیگنڈوں سے متاثر ارباب سیاست کو صحیح سمجھ عطا فرمائے، اسلام اور مسلمانوں کا بول بالا ہو اور ان کے خلاف سازشیں کرنے والے ذلیل ورسوا ہوں۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

فقط

• محمد شکیل اختر قادری

خادم الحدیث، مدرسۃ البنات مسلک اعلیٰ حضرت،

صدر صوفہ، ہبلی، کرناٹک، الھند •

❁❁❁❁❁

تقدیم و تصدیق

از: شیخ الحدیث **مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی** اطال اللہ عمرہ

(شیخ الحدیث جامعۃ النور و سربراہ دارالافتاء النور)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ہمارا وطن عزیز ایک نظریے کے تحت قائم ہوا، اس کے قیام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے قانون کی حکمرانی ہو۔ اسلامی نظام کا نفاذ ہو، اور پاکستان کو قائم ہوئے، اس کو معرض وجود میں آئے ہوئے ۷۴ سال سے بھی زیادہ عرصہ بیت گیا مگر یہاں اسلامی نظام نافذ نہ ہو سکا اور آنے والی حکومتوں نے قیامِ پاکستان کے مقصد کو فراموش کر دیا، ان کے قدم سیکولر اور لادینی نظام کی طرف تو اٹھے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے معظم رسول ﷺ کے عطا کردہ پاک اور انصاف پر مبنی قانون کی جانب بڑھ نہ سکے۔

آخر کار ایک حکومت ایسی آگئی کہ جس کے سربراہ نے "ریاستِ مدینہ" کا بھی نعرہ لگایا لیکن جب وہ حکومت میدانِ عمل میں آئی تو اس کے کام اور اقدام ان کے اپنے دعوی کی نفی کرتے ہوئے نظر آئے، اُمید کی ایک موہوم سی کرن پیدا ہوئی تھی مگر وہ بھی بجھ گئی، کہ کبھی گستاخانِ رسول کو فرار کروا دیا گیا، اور کبھی قادیانی مشیر متعین کئے گئے، کبھی سکھوں کو نوازنے اور قادیانیوں کی آمدورفت آسان بنانے کے لئے کرتاپور بارڈر کھولا گیا، تو کبھی ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اسلام آباد میں مندروں کی تعمیر اور اُن کی تزیین اور آرائش کی گئی، مگر وطن پاک کے رہنے والے مسلمان ہی ان کی نوازشوں، عنایتوں اور نظر التفات سے محروم رہے۔

محراب و منبر کی آزادی چھیننے کے لئے اور مساجد سے اپنی مرضی کے بیانات

کروانے اور مدارس میں اپنا من پسند نصاب رائج کرنے کے لئے وفاقی اور صوبائی سطح پر کوششیں کی گئیں اس کے لئے اسمبلیوں میں بل بھی پیش کئے گئے، اور مسلمان گھرانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے اتحاد واتفاق کو چاک کرنے کے لئے "گھریلو تشدّد" کے نام سے بل پیش کیا گیا، خواجہ سراؤں کے نام پر ہم جنس پرستی کا جواز پیدا کرنے کے لئے بل پاس کروایا گیا اور اطلاعات کے مطابق اب اقلیتوں کے حقوق کے نام پر قومی اسمبلی اور سینیٹ سے ایک ایسا بل منظور کروانے کی کوشش کی گئی کہ جس کی رُو سے کوئی غیر مسلم ۱۸ سال سے کم عمر میں اسلام قبول نہیں کر سکتا۔ اس بل کی رُو سے اسلام کی تبلیغ کرنا ناقابلِ معافی جرم اور کسی کو مسلمان کرنا قابلِ تعزیر جرم قرار پائے گا اور اگر کوئی شخص اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہونا چاہے گا تو اُس کا اسلام لانا اتنا دشوار بنا دیا گیا ہے کہ اپنے ارادے کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

مسلمانو! اللہ کے نزدیک دین ایک ہی ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. (آل عمران: ۳/ ۱۹)

ترجمہ، بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (کنز الایمان)

اور اس کی بارگاہ میں اور کوئی دین مقبول نہیں۔

چنانچہ ارشاد ہے: وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (آل عمران: ۳/ ۸۵)

ترجمہ، اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہر گز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں (نقصان اٹھانے والوں میں) سے ہے۔ (کنز الایمان)

اور جو شخص اسلام قبول نہ کرے اور کتنے ہی بظاہر اچھے کام کرتا رہے وہ قبول نہیں

کئے جائیں گے۔

چنانچہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالت، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: لَا يَنْفَعُهُ، إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا: رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ. (۱)

یعنی، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ابن جدعان زمانۂ جاہلیت میں صلہ رحمی کرنے والا، مساکین کو کھانا کھلانے والا تھا تو کیا یہ کام اُسے نفع دیں گے؟ آپ نے فرمایا: یہ چیزیں اُسے نفع نہیں دیں گی اُس نے کبھی اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی کہ اے پروردگار قیامت کے روز میری مغفرت فرما۔

اس حدیث شریف کے تحت امام شرف الدین نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

قال القاضي عياض رحمه الله تعالى: وقد انعقد الإجماع على أن الكفار لا تنفعهم أعمالهم ولا يثابون عليها بنعيم ولا تخفيف عذاب لكن بعضهم أشدّ عذاباً من بعض بحسب جرائمهم. (۲)

یعنی، قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ کفار کو اُن کے اعمال نفع نہ دیں گے، نہ اُنہیں نعمتوں کے ذریعے ثواب دیا جائے اور نہ ہی عذاب میں تخفیف کی جائے گی لیکن بعض کافروں کو اُن کے جرائم کے مطابق بعض

۱۔: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أنّ من مات علی الکفر لا ینفعه عمل، برقم: ۳۶۵ (۲۱۴)، ۱/۱۹۶،

۲۔: المنهاج شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من مات علی الکفر لا ینفعه عمل، ۳/۸۷

سے زیادہ عذاب ہو گا۔

یہ سب لوگ اسلام کے نام لیوا ہیں نبی رحمت ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے متعدّد صحابہؓ کرام علیہم الرضوان نے بچپن میں اسلام قبول کیا جن میں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ سر فہرست ہیں۔

اور حلقہ بگوش اسلام ہونے کے لئے ۱۸ سال کی عمر کی قید قرآن وسنّت کے قانون کے سراسر خلاف ہے اورایسے کسی قانون کاوُجوداُن یورپی ممالک میں بھی نہیں ہے جو سیکولر کہلاتے ہیں۔

شریعتِ مطہرہ میں لڑکا بارہ سے پندرہ سال اور لڑکی نو سے پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو سکتی ہے اس طرح تو اُن لڑکوں اور لڑکیوں کو جو مکلّف ہو چکے ہوں کئی سالوں تک اسلام قبول کرنے سے روکے رکھنا ہے جو کہ سراسر ظلم، دین متین کے ساتھ کھلم کھلا دشمنی اور بدترین جبر ہے اس قانون کے مطابق تو اگر کوئی جوڑا اسلام قبول کرلے تو ان کے بچے مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک وہ اٹھارہ سال کی عمر کو نہ پہنچ جائیں۔

اسلام کسی کو بھی جبراً مسلمان نہیں کرتا بلکہ اس معاملے میں کسی پر زبردستی کرنے کی اس پاک دین میں ممانعت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں واضح اعلان موجود ہے کہ:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۖ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرۃ: ۲/ ۲۵۶)

ترجمہ، کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جُدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے (کنز الایمان)

اور پھر اللہ ربُّ العالمین کی مشیت یہ نہیں کہ لوگوں کو جبراً اسلام میں داخل کیا جائے اور ایمان تو تصدیق قلبی اور سعادتِ ازلی ہے جس کے مقدر میں ہو گا وہی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (یونس: ۱۰/ ۹۹)

ترجمہ، اوراگر تمہارارب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیاتم لوگوں کوزبردستی کروگے یہاں تک کہ مسلمان ہوجائیں (کنزالایمان)

اور ایمان میں زبردستی نہیں ہوسکتی کیونکہ ایمان ہوتا ہے تصدیق واقرار سے اور جبر واِکراہ سے تصدیق قلبی حاصل نہیں ہوتی۔ (خزائن العرفان، سورۂ یونس، تحت الآیۃ:۹۹)

تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کسی کو بھی جبراً مسلمان نہیں کیاگیااس کاواضح ثبوت یہ ہے کہ برصغیر اوراسپین (اندلس) پر کئی صدیوں تک مسلمانوں نے حکومت کی، اسلام میں اگر کسی کو جبراً مسلمان بنانے کی اجازت ہوتی توپاک وہند میں ایک گھرانہ بھی غیر مسلم نہ رہتااور ہندوستان اوراسپین میں مسلمان اقلیت میں نہ ہوتے اس کے برعکس کفارومشرکین نے اپنے مشرکانہ دین پر قائم رکھنے کے لئے لوگوں پر جبر واِکراہ کیاجس کی بے شمار مثالیں موجودہیں اور تعجب اس بات پر ہے اگر کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے تواسے جبر واِکراہ کانام دے کر ظلم وزیادتی قرار دیاجاتاہے جبکہ اگر کوئی شخص عیسائیت یایہودیت قبول کرتا ہے وہاں جبری تبدیلیٔ مذہب کاالزام عائد نہیں کیاجاتا۔ اسلام جس طرح کہ جبراً مسلمان کرنے کی اجازت نہیں دیتااسی طرح اسے بھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اس کے ماننے والے پر تشدّد کرے یاجوبخوشی مسلمان ہونا چاہے اُسے مسلمان ہونے سے روکے اوراس قانون میں برضااسلام قبول کرنے والوں کوکسی دوسرے مذہب پر قائم رہنے پر مجبور کیاجارہاہے یہ بدترین ظلم اورایسی ناانصافی

ہے کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

اور ہماری اسمبلیوں میں اقلیتوں کے نام پر کی جانے والی اس طرح کی قانون سازی میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو سلب کرنا ہے انہیں اپنے دین کی تبلیغ واشاعت سے روکنا ہے جو کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر 18 اور 20 کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

ہمارا وطن پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو نظریاتی طور پر خالصۃً اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا جس کے حصول کے لئے ہمارے بزرگوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے تھے۔ اسلام کے نام پر الگ وطن کے حصول کے لئے انہوں نے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا، اُن کے پیش نظر یہی مقصد تھا کہ ہمارا ایک علیحدہ وطن ہو جہاں اسلام کی حکمرانی، قرآن وسنت کا نفاذ، عدل انصاف پر مبنی نظام، انہیں فرائض ومذہبی شعائر کی ادائیگی میں آزادی ہو، لیکن اتنے سال گزرنے کے باوجود ہمارے بزرگوں کے خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے بد قسمتی سے ہمیں ایسے حکمران میسر آئے کہ جن کی اکثریت لبرل وسیکولر سوچ کی حامی تھی، اپنے دین سے بڑھ کر اپنے ذاتی مفادات کو عزیز رکھتے، جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اس کی ناموس کا تحفّظ کرنے کی بجائے اپنے اقتدار کی فکر کرنے والوں سے کسی بھی خیر کی امید عبث محض ہے۔ ایسی قانون سازی کرنے والے اسلام دوست اور وطن عزیز کے خیر خواہ نہیں بلکہ ہنود ویہود ونصاریٰ کے غلام، ان کے اہداف کو مکمل کرنے والے نظر آتے ہیں۔ اس لئے عوام المسلمین کو چاہئیے کہ یہود ونصاری کے غلام اور ہنود کی خوشنودی کے خواہاں افراد سے کسی قسم کا بھی تعاون نہ کریں۔

اے مسلمانو! تمہیں تمہارے رب کا حکم یہ ہے کہ:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ:۵/ ۲)

ترجمہ، نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (کنز الایمان)

بہر حال یہ بل منظور تو نہ ہو سکا لیکن ہماری اسمبلیوں میں موجود اراکین کی ذہنیت ان کی سوچ سب پر آشکار ہو گئی۔ آج نہیں تو کل پھر اسی بل پر کوئی دوسرا کام شروع کرے گا اسی لئے ہمارے دارالافتاء میں جب یہ سوالات آئے تو ہم نے ان کے جوابات تحریر کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ کے فضل سے یہ جوابات مکمل ہو گئے اور انہیں دارالافتاء النّور کے مفتیان کرام نے پڑھا جہاں اصلاح کی ضرورت تھی اصلاح کی اور ان جوابات پر اتفاق کا اظہار کیا جس کے لئے اس فقیر نے چند ایک سے تحریر بھی لکھوائی جیسے مفتی جنید صاحب، مفتی محمد قاسم صاحب نعیمی اشرفی، مفتی جلال الدین احمد امجدی نعیمی اور شیخ الحدیث محمد شکیل اختر القادری دامت برکاتہم العالیہ۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مجیب مفتی ابوثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی زید علمہ اور ادارے کے بانی محسنِ اہلسنّت حضرت علامہ محمد عرفان ضیائی صاحب مدظلہ اور مہتمم جامعۃ النّور حضرت علامہ مختار اشرفی صاحب اور دیگر مفتیانِ دارالافتاء خصوصاً مفتی محمد جنید عطاری نعیمی صاحب اور مفتی محمد شہزاد عطاری نعیمی صاحب زید علمہما اور کارکنانِ جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

فقط

* محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دارالحدیث والافتاء بجامعۃ النّور

جمعیّت اشاعتِ اہلِ سنت (پاکستان) *

❀❀❀❀❀

• آغازِ رسالہ:۔ •

ایمان کی تعریف اور اس کی حقیقت

الإستفتاء:

ایمان کی تعریف کیا ہے؟ کیا ایمان اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کا نام ہے؟

بأسمہ تعالیٰ وتقدّس الجواب:۔

الحمد لله الذی هدانا إلی الإسلام ،والصّلوة والسّلام علی من لا نبی بعده وبقدومه أشرقت شمس الإسلام ،وعلی آله وأصحابه الذین رفرفوا علم الاسلام فی کل جهات .أما بعد!فأعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم:۔

ایمان عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے :امن پانا،امن دینا۔

شریعتِ مطہرہ کی اصطلاح میں ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے۔

یعنی،وہ تمام اُمور جو نبی پاک ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے لائے اور جن کے بارے میں ضروریاتِ دین [1] سے ہونا قطعی طور پر معلوم ہو،اِن سب کی تصدیق

۱:صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ ضروریات دین کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:ضروریاتِ دین وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت ونار، حشر ونشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علما میں نہ شمار کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں، نہ وہ کہ کوردہ اور جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔(بہار شریعت،ایمان وکفر کا بیان، جلد:۱، حصہ:۱، صفحہ:۱۷۲)

کرنا اور دل سے ماننا ایمان ہے، البتہ زبان سے ان تمام باتوں کا اقرار کرنا ایمان والا ہونے کے لئے شرط ہے۔

لہٰذا جو شخص دل سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے تو وہ عند اللہ مومن ہے، لیکن احکامِ دنیا کے اجراء کے اعتبار سے اسے صاحبِ ایمان نہیں کہا جاسکتا ہے۔

چنانچہ علاّمہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ "ایمان کی تعریف" بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إنّ الإيمان في الشرع هو التصديق بما جاء به من عند الله تعالى، أي: تصديق النبي بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالى (1).

یعنی، ایمان شرع میں نام ہے اس تصدیق کا جسے نبی کریم ﷺ اللہ کے پاس سے لے کر آئے یعنی، نبی کریم ﷺ کی دل سے تصدیق کرنا ان تمام اُمور میں جن کا عند اللہ ہونا قطعی طور پر معلوم ہو۔

صاحب نبراس علامہ محمد عبد العزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ "الایمان في الشرع" کے تحت لکھتے ہیں:

إنه هو التصديق بالقلب، وإنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا من حرمة الدم والمال وصلاة الجنازة عليه ودفنه في مقابر المسلمين۔۔۔ فمن صدّق في قلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله سبحانه وإن لم يكن مؤمنا في أحكام الدنيا"۔ (2)

یعنی، ایمان وہ دل سے تصدیق کرنا ہے، رہا زبان سے اس کا اقرار تو یہ احکامِ دنیا یعنی، حرمتِ جان ومال، نمازِ جنازہ اور قبورِ مسلمین میں اُس کی تدفین وغیرہ جیسے احکامات

۱۔: شرح العقائد النسفية، مبحث الإيمان، ص: ۱۷۲،

۲۔: نبراس، شرح "شرح عقائد"، ص: ۵۲۰،

جاری کرنے کے لئے شرط ہیں تو جس نے دل سے تصدیق کی اور زبان سے اقرار نہ کیا تو وہ عند اللہ مؤمن ہے اگرچہ باعتبار احکامِ دنیا مؤمن نہیں ہے۔

اور امام کمال الدین محمد بن محمد بن ابی شریف شافعی متوفی ۹۰۵ھ لکھتے ہیں:

و القول بأن مسمّى الإيمان هذا التصديق فقط هو المختار عند جمهور الأشاعرة وبه قال الماتريدي. (۱)

یعنی، یہ کہنا کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے یہ جمہور اشاعرہ کا مختار قول ہے اور اسی طرح امام ابو الحسن ماتریدی نے بھی فرمایا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایمان حقیقت میں تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار باللسان اس کی دلیل اور دنیا میں اجرائے احکام کیلئے شرط ہے۔ یہ قول جمہور محققین اور امام ابو منصور ماتریدی رحمہم اللہ کا ہے اور سیّدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے "العالم والمتعلم" میں یہی قول مروی ہے۔

واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ: مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

صدّقہ: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

رئیس دار الافتاء،

جمعیۃ أشاعۃ أهل السنۃ (پاکستان)

٭٭٭٭٭

۱۔ :المسامرة في شرح المسايرة، الكلام في متعلق الإيمان، ص: ۲۷۴۔

جبری تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت

الإستفتاء:

"سندھ اسمبلی پاکستان" میں ایک بل پیش کیا گیا جس کا عنوان "امتناع جبری تبدیلیٔ مذہب" ہے اسی کی بابت سوال یہ ہے کہ مذہب کی جبری تبدیلی سے شریعتِ اسلامیہ میں کیا مراد ہے؟ کیا اِکراہ وجبر میں جذباتی اور نفسیاتی دباؤ بھی شامل ہوتا ہے؟ نیز کیا شرعی نقطہ نظر سے کسی کو جبراً اسلام میں داخل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:۔

اکراہ وجبر سے مراد:

عموماً جب کسی کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اصرار کیا جائے یا ایسا انداز اختیار کیا جائے جس سے وہ اس کام کو کرنے یا نہ کرنے پر آمادہ ہوجائے تو عام طور پر لوگ اسے جبر واِکراہ سے تعبیر کردیتے ہیں، حالاں کہ شریعتِ اسلامیہ میں اس قدر عمل کے لئے جبر واکراہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا، بلکہ اسلام میں جبر واِکراہ سے مراد کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا۔

اِکراہ وجبر کی تقسیم:

اب اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

انسان کو اس حد تک مجبور کردینا کہ جس سے اس کی رضا معدوم اور اختیارات مکمل ختم کردئے جائیں مثلاً، اسے یا اس کے کسی عزیز کو قتل یا جسم کے کسی عضو کو ضائع کردینے کی دھمکی دی گئی ہو یا پھر ایسی مار کی دھمکی ہو جس سے جان جانے کا اندیشہ ہو اسے اِکراہ تام اور اِکراہ ملجی بھی کہتے ہیں۔

اس قسم کے اِکراہ کے پائے جانے کی صورت میں کیاجانے والا کوئی فعل اپنے نتائج کے لحاظ سے بے اثر رہے گا۔

دوسری صورت:

اور اِکراہ کی دوسری صورت اِکراہ ناقص ہے۔ اس میں مراد انسان کو اس حد تک مجبور کرنا جس سے اس کی رضا تو معدوم ہو لیکن اس کے اختیارات مکمل سلب کرنے کے بجائے فاسد ہو جانے کا اندیشہ ہو مثلاً ایسی دھمکی دینا جس سے جان جانے یا اعضا کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو جیسے مار پیٹ یا قید کی دھمکی۔

اِکراہِ شرعی کی بنیادی شرائط:

پھر اکراہ شرعی میں یہ بھی ضروری ہے کہ مجبور کرنے والا شخص دھمکی کو عملی شکل دینے پر قادر بھی ہو، اسی طرح جس شخص کو مجبور کیا جارہا ہے، اسے بھی یقین ہو کہ دھمکی دینے والا شخص اس فعل کو کر گزرے گا جس کی اس نے دھمکی دی ہے۔

اب جب تک اِکراہ کی مذکورہ شرائط نہ پائی جائیں، اس وقت شرعاً اِکراہ وجبر ثابت نہیں ہو گا۔

چنانچہ علامہ علاء الدین عبد العزیز بن احمد، بخاری حنفی میں "اِکراہ کی تعریف" لکھتے ہیں:

الإكراه حمل الغير على أمر يمتنع عنه بتخويف بقدر الحامل على إيقاعه ويصير الغير خائفا به.(1)

یعنی، کسی شخص کو ایسے کام پر مجبور کرنا جس سے وہ بچنا چاہتا ہو ایسی چیز کا خوف دے کر جس کو کرنے پر دھمکی دینے والا قادر ہو اور وہ اس سے خوف زدہ بھی ہو جائے۔

۱۔ کشف الأسرار شرح أصول البزدوي، باب العوارض، ۳۸۳/۴.

اور علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ "اِکراہِ شرعی کی تعریف" اور اس کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هو لغة حمل الإنسان على شيء يكرهه وشرعاً فعل يوجد من المكره فيحدث في المحل معنى يصير به مدفوعاً إلى الفعل الذي طلب منه وهو نوعان تام وهو الملجئ بتلف نفس أو عضو أو ضرب مبرح وإلا فناقص وهو غير الملجئ.[1]

یعنی، اِکراہ، لغۃً وہ انسان کو کسی ناپسندیدہ کام پر مجبور کرنا ہے اور شرعاً اس سے مراد زبردستی کرنے والے کی جانب سے ایسا فعل پایا جائے جو محل یعنی دل میں ایسا اثر پیدا کرے جس کے سبب وہ مجبور ہو جائے اس فعل کو بجالانے پر جس کا اس سے مطالبہ کیا گیا۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں: ایک ہے تام اور یہ وہ صورت ہے جس میں کسی جان یا عضو کے ضائع کئے جانے یا سخت مار سے مجبور کر دیا جائے کسی جان یا عضو کے ضائع کئے جانے یا سخت مار سے ورنہ تو وہ اکراہِ ناقص ہے اور یہی اِکراہِ غیر ملجی ہے۔

اور اِکراہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وشرطه أربعة أمور: قدرة المكره على إيقاع ما هدّد به سلطاناً أو لُصاً والثاني خوف المكره بالفتح إيقاعه أي إيقاع ما هدّد به في الحال بغلبة ظنّه ليصير ملجأً والثالث: كون الشيء المكره به متلفاً نفساً أو عضواً أو موجباً غماً يعدم الرضا و الرابع :ون المكره ممتنعاً عما أكره

ا۔ :الدر المختار، کتاب الإکراہ، ۱۰۲

عليه قبله إما لحقه كبيع ماله أو لحق شخص آخر كإتلاف مال الغير أو لحق الشرع كشرب الخمر والزنا(۱)

یعنی، اِکراہ کی چار شرطیں ہیں: مکرِہ یعنی دھمکی دینے والے شخص کا اس کو کرنے پر قادر ہونا جس سے وہ ڈرا دھمکا رہا ہے اب چاہے وہ حاکم ہو یا چور۔ اور دوسری شرط: مکرہ جس سے زبردستی کی گئی وہ ظنِ غالب سے جان چکا ہو کہ وہ اس کے ایقاع سے جس کی دہمکی دی گئی ہے خوف زدہ بھی ہو جائے تاکہ وہ ملجی ہو سکے۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کی دھمکی ہے وہ جان جانا ہے یا عضو کاٹنا ہے یا ایسا غم پیدا کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ کام اپنی خوشی و رضامندی سے نہ ہو۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ جس کو دھمکی دی گئی وہ پہلے سے اس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو اور اس کا نہ کرنا خواہ اپنے حق کی وجہ سے ہو جیسے اس کے اپنے مال کے بیچنے کی دہمکی یا کسی اور شخص کے حق کی وجہ جیسے غیر کے مال کو ضائع کرنے کی دہمکی یا حقِ شرع کی وجہ سے جیسے مثلاً شراب پینا، زنا کرنا۔

اور امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ "اِکراہ شرعی کی تعریف" بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لوگ کسی کے اصرار کو بھی جبر کہتے ہیں، یہ جبر نہیں،۔۔۔ہاں اگر جبر واِکراہِ شرعی ہو۔ مثلاً قتل یا قطع عضو کی دھمکی دے جس کے نفاذ پر یہ اسے قادر جانتا ہو، یا یوں کہ کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر منہ چیر کر حلق میں شراب ڈال دی تو یہ صورت ضرور جبر کی ہے۔(۲)

۱۔:الدر المختار"، کتاب الإکراہ، ۲۰۱

۲۔: فتاوی رضویہ، کتاب الطلاق، ۳۸۶/۱۲

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی غیر مسلم کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کرنا اوراس کے اوصاف بیان کرکے اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اور پھر اس کا مسلمان ہوجانا" جبری تبدیلیٔ مذہب" ہرگز نہیں ہے؛بلکہ یہ تو دعوتِ اسلام ہے،اسے جبراً واِکراہٗ قبولِ اسلام و تبدیلیٔ مذہب کا نام دینا سَراسَر اسلام کے ساتھ ناانصافی ہے؛ کیوں کہ اسلام تواس بات کی اجازت ہی نہیں دیتا کہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیاجائے اور نہ ہی تاریخ اسلام میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے اس لئے کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات نصوصِ قرآن،احادیثِ کریمہ اس تصوّر کو سرے سے مسترد کرتی ہیں کہ اس کی اشاعت میں کسی بھی قسم کی زور زبردستی کا دخل ہو،قرآن کریم میں متعدّد مقامات پر اس چیز کو بیان کیاگیاہے:

جبری تبدیلیٔ مذہب کی ممانعت پر قرآنی آیات:

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ۙۗ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ۚ لَا انْفِصَامَ لَھَا ؕ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾ (البقرۃ ۲۵۶/۳)

ترجمہ:کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے۔(کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کا شانِ نُزول بیان کرتے ہوئے امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری خزرجی قرطبی متوفی ۶۷۱ھ لکھتے ہیں:

نزلت الآية في رجل من الأنصار يقال له أبو حصين كان له ابنان، فقدم تجار من الشام إلى المدينة يحملون الزيت، فلما أرادوا الخروج أتاهم أبنا الحصين فدعوهما إلى النصرانية فتنصرا ومضيا معهم إلى الشام،

فأتى أبوهما رسول الله ﷺ مشتكياً أمرهما، ورغب في أن يبعث رسول الله ﷺ من يردّهما فنزلت: " لا إِكْرَاهَ فِي الدِّين "[1]

یعنی، یہ آیت کریمہ ایک انصاری شخص کے حق میں نازل ہوئی جس کو ابو حصین کہا جاتا ہے اس کے دو لڑکے تھے۔ ملک شام سے تجار زیتون لے کر مدینہ منورہ آئے تو جب انہوں نے جانے کا ارادہ کیا تو حصین کے دو بیٹے ان کے پاس آئے تو انہوں نے ان دونوں کو نصرانی مذہب کی دعوت دی اور وہ نصرانی ہوگئے اور وہ انہی کے ساتھ شام چلے گئے ان دونوں کے والد حصین رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت لے کر حاضر ہوئے اور چاہا کہ نبی کریم ﷺ بھیجیں کسی ایسے شخص کو جو ان کو زبردستی اسلام میں داخل کرے تو اسی موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ (سورۂ یونس،۱۱/۹۹)

ترجمہ: اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کروگے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کے تحت صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سیّد نعیم الدین مراد آبادی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

ایمان لانا سعادتِ ازلی پر موقوف ہے، ایمان وہی لائیں گے جن کے لئے توفیقِ الٰہی مُساعِد ہو۔ اس میں سیدِ عالم ﷺ کی تسلی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں اور راہِ راست اختیار کریں، پھر جو ایمان سے محروم رہ جاتے ہیں ان کا آپ کو غم ہوتا ہے اس کا آپ کو غم نہ ہونا چاہیئے؛ کیوں کہ ازل سے جو شقی ہے وہ ایمان نہ لائے گا اور ایمان میں زبردستی نہیں ہو سکتی؛ کیوں کہ ایمان ہوتا ہے تصدیق و اقرار سے اور جبر

---

[1]۔ الجامع لأحكام القرآن، تحت قوله تعالى: لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ، ۳/۲۸۰

واِکراہ سے تصدیقِ قلبی حاصل نہیں ہوتی۔[1]

ایک اور مقام پر اللہ ربُّ العزت نے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف،۱۵/۲۹)

ترجمہ: تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔(کنزالایمان)

یعنی، اپنی مرضی سے جو شخص ایمان قبول کرے گا، اسے اس کا اجر ملے گا اور جو انکار و شرک کا ارتکاب کرے گا، وہ اس کے انجامِ بد سے دوچار ہوگا، اس معاملے میں کسی پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا جیسا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے ایک نصرانی بوڑھی عورت کو اسلام کی دعوت پیش کی اور فرمایا:

أسلمي أيتها العجوز تسلمي، إن الله بعث محمدا بالحق.

یعنی، اے بڑھیا! تو اسلام قبول کر! بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

جواب میں بڑھیا نے کہا: أنا عجوز كبيرة والموت إلي قريب

یعنی، میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں اور موت میرے قریب ہے۔

یعنی، اب اس وقت میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتی تو اس جواب کو سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کی:

اللهم اشهد، وتلا. {لا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ}

یعنی، اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اور پھر یہ آیت کریمہ پڑھی "لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ"[2]

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس انداز سے بخوبی اندازہ لگایا

۱۔:(تفسیر خزائن العرفان، تحت قولہ تعالیٰ: وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ ، ص:۴۱۳)

۲۔:الجامع لأحکام القرآن، تحت قولہ تعالیٰ: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ، ۲۸۰/۳

جاسکتا ہے کہ اسلام کی ترویج واشاعت میں زور زبردستی، جبر واِکراہ کا عمل دخل نہیں تھا، اور یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟! اور کیوں کر کسی بھی شخص سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور نبی آخر الزمان ﷺ کی نبوت ورسالت پر جبر واِکراہ کے ذریعے تصدیق کروائی جاسکتی ہے ؟ حالاں کہ ایمان کا تعلق تو دل سے ہے اور دِل پر جبر نہیں ہوسکتا۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو جبر واِکراہ کے ذریعے اسلام میں داخل نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے؛ لہٰذا جبری تبدیلیٔ مذہب کے نام پر اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف مختلف قسم کے شبہات قائم کر کے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش ہے کہ اسلام جبر واِکراہ کا دین ہے جب کہ جبری تبدیلیٔ مذہب کے پس پردہ قبولِ اسلام سے روکنے کی سازش ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ: مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

صدّقہ: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

رئیس دار الافتاء،

جمعیۃ أشاعۃ أھل السنۃ (پاکستان)

❁❁❁❁❁

بچے اور بالغ کی تعریف نیز
اٹھارہ سال سے کم عمر شخص پر بچے کا اطلاق
اور اس کی شرعی حیثیت

الإستفتاء:

مجوزہ تبدیلی بل سیکشن ۲: کی ذیلی شق سی ای میں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ بچے کا معنی ہے: کوئی بھی فرد جو اٹھارہ سال سے کم عمر کا ہے۔ سیکشن ۲: ای میں لکھا ہے بالغ کا معنی ہے: کوئی بھی فرد جس کی عمر اٹھارہ سال سے زائد ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ بچہ اور بالغ کی تعریف کیا ہے؟ کیا اٹھارہ برس سے کم عمر شخص پر بچہ کا اطلاق ہو گا؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:۔

اسلام کی نظر میں کسی بھی شخص پر بچے یا بچی کا اطلاق اس کے بالغ ہونے تک ہی کیا جائے گا اس کے بعد نہیں اور لڑکے کے بالغ ہونے کی کم سے کم عمر بارہ سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہے؛ لہٰذا لڑکے کو ہجری سَن کے مطابق ۱۲ اور ۱۵ سال کی عمر کے دَوران جب بھی اِنزال ہوا یا سوتے میں اِحتِلام ہوا یا اُس کے جِماع سے عورت حامِلہ ہو گئی تو اُسی وَقت سے بُلوغت کا حکم لگے گا اور علاماتِ بلوغت ظاہر نہ ہونے کی صورت میں ہجری سَن کے حساب سے ۱۵ سال کا ہوتے ہی بالغ قرار پائے گا جب کہ لڑکی کی بلوغت کی عمر کم سے کم نو سال ہے؛ لہٰذا ہجری سَن کے مطابق ۹ سال کی عمر کے بعد جب بھی احتلام ہوا یا اُسے حیض آجائے یا پھر وہ حاملہ ہو جائے تو بالغہ ہو جائے گی، وَرنہ ہجری سَن کے مطابِق ۱۵ سال کی ہوتے ہی بالغہ تصوّر کی جائے گی اور اس پر بالغہ کے احکام جاری ہوں گے۔

چنانچہ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۶ھ "بلوغت کی اصطلاحی تعریف" بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والبلوغ لغة: الوصول، واصطلاحاً انتهاء حدّ الصِّغر [1]

یعنی، بلوغ کا لغوی معنی ہے پہنچنا اور اصطلاحی اعتبار سے اس سے مراد بچپن کا اختتام ہے۔

علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل إن لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى۔ [2]

یعنی، لڑکے کا بالغ ہونا احتلام سے، حاملہ کر دینے سے اور اِنزال سے ہو گا اور لڑکی کا بالغہ ہونا احتلام سے، حیض اور حاملہ ہو جانے سے ہو گا۔ اب اگر دونوں میں بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو اب دونوں میں سے ہر ایک پندرہ سال کی عمر مکمل ہو جانے سے بالغ ہو جائیں گے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اٹھارہ یا اٹھارہ سال سے کم عمر وہ لڑکا یا لڑکی جو سن بلوغت تک پہنچ چکے ہوں اُن پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچے یا بچی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا بلکہ اب انہیں بالغ اور بالغہ کہا جائے گا اور ان پر بلوغت والے سارے احکام بھی نافذ ہوں گے؛ لہٰذا مذکورہ سیکشن میں بچے اور بچی کی تعریف نیز ان کو بالغ شمار کئے جانے یا نہ کئے جانے کی جو حد بندی کی گئی ہے وہ بھی خلافِ شرع ہے۔

واللّٰہ تعالٰی أعلم بالصواب

کتبہ: مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

صدّقہ: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

رئیس دار الافتاء،

جمعیۃ إشاعۃ أھل السنۃ (پاکستان)

❁❁❁❁❁

۱۔: ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحجر، ۶/۱۵۳

۲۔: الدر المختار، کتاب الحجر، ص: ۶۰۶

قبولِ اسلام کی عمر اور جبری تبدیلئ مذہب

الإستفتاء:۔

مجوّزہ قانون میں یہ بھی ہے کہ:

جو بچہ بُلوغت کی عمر ۱۸ سال کو پہنچنے سے پہلے اپنے مذہب کو تبدیل کرنے کا دعوی کرے، اس کا مذہب تبدیل نہیں سمجھا جائے گا، نہ ہی اس کے خلاف اس قسم کا دعوی کرنے پر کوئی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

اس قانون کے پیشِ نظر سوال یہ ہے کہ کیا قبولِ اسلام کے لئے شریعتِ اسلامیہ میں عمر کی کوئی قید مقرر کی گئی ہے؟ اور اگر کوئی ۱۸ برس سے کم عمر شخص اپنی رضا سے اسلام قبول کرلے تو کیا اِسے مذہب کی جبری تبدیلی کہا جائے گا؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:۔

شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے ہر وہ شخص جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور نبی آخر الزّمان حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نبوّت ورسالت کو دل سے تسلیم کرے اور زبان سے اس کا اقرار کرے وہ مسلمان تصوّر کیا جائے گا، اگرچہ وہ بچہ ہو یا جوان یا دہ عمر کے کسی بھی حصہ میں ہو؛ کیوں کہ شریعتِ مطہرہ میں اسلام قبول کرنے کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے، بلکہ شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں جس طرح بالغ اسلام قبول کرنے کے حکم کا مخاطب ہے اسی طرح نابالغ سمجھدار بھی اس حکم کا مخاطب ہے۔

چنانچہ فقیہ عبد الرحمن بن محمد سلیمان شیخ زادہ بداماد آفندی متوفی:۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں:

أن الصبي العاقل يخاطب بأداء الإيمان كالبالغ لو مات بعده بلا إيمان خلد في النار[1]

۱۔:(مجمع الأنہر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب السير، باب المرتد، ۱/۶۸۷)

یعنی، سمجھدار بچہ ادائے ایمان کا ویسے ہی مخاطب ہے جیسے کہ بالغ،اب اگر وہ اس کے بعد انتقال کر جائے بغیر ایمان لائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔

اور فقہائے کرام نے صراحۃً صبی عاقل کے قبولِ اسلام کو درست فرمایا۔

چنانچہ فقیہ شیخ زادہ المعروف بداماد آفندی متوفی:۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں:

(وإسلام الصبي العاقل صحيح) فلا يرث أبوَيه الكافرين لأن المسلم لا يرث الكافر. والمراد بالصبي العاقل المميز وهو من بلغ سبع سنين فما فوقها لأنه روي أن «النبي – صلى الله تعالى عليه وسلم – عرض الإسلام على علي – رضي الله تعالى عنه – وهو ابن سبع فأجابه إليه»[۱]

یعنی، سمجھدار عاقل کا اسلام قبول کرنا درست ہے؛لہٰذا وہ اپنے کافر والدین کی میراث نہیں پائے گا؛کیوں کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔ سمجھدار عاقل سے مراد وہ بچہ یا بچی جس کی عمر سات سال یا اس سے زیادہ ہو؛اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو سات سال کی عمر میں اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے قبول کر لیا۔

بلکہ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے بڑی تعداد ایسی بھی ہے جنہوں نے اٹھارہ سال سے کم عمر میں اسلام قبول کیا اور آج تک کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان کا اس عمر میں اسلام سے وابستہ ہونا جبری تبدیلیٔ مذہب کے زمرے میں آتا ہے اور ان کا ایمان معتبر نہیں؛لہٰذا اٹھارہ سال یا اس سے کم عمر میں اپنی رضا سے اسلام قبول کرنے والے افراد کے اسلام کو مذہب کی جبری تبدیلی کے کھاتے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔

اب اٹھارہ سال سے کم عمر میں اسلام قبول کرنے والے چند صحابہ کرام کے اسمائے گرامی بھی ملاحظہ کیجئے۔

۱۔:(مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب السير، باب المرتد، ۱/۶۸۷)

اٹھارہ سال سے کم عمر میں اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان :

(۱) حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے دَس برس کی عمر میں اسلام قبول فرمایا۔[۱]

(۲) حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۶ برس کی عمر میں غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔[۲]

(۳) حضرت معاذ بن عمرو بن جموح بارہ یا تیرا برس کی عمر میں غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور ابوجہل کو جہنم رسید کیا۔[۳]

(۴) حضرت معاذ بن جبل انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر قبول اسلام کے وقت بارہ (۱۲) سال تھی۔[۴]

(۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ (۱۱) برس کی عمر میں ہجرت فرمائی۔[۵]

(۶) حضرت عمیر بن سعد نے ۱۰ سال سے کم عمر میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دست حق پر بیعت فرمائی۔[۶]

(۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ تیرہ (۱۳) برس کی عمر میں غزوہ خندق میں شرکت کے لئے پیش ہوئے۔[۷]

(۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۸ برس کی عمر میں رسول اللہ

۱۔:أسلم عليٌّ وهو ابنُ عشر سنين(اسد الغابة، ۴/۸۷)

۲۔:قديم الإسلام، مهاجري، شهد بدرا مع النبي صلى الله عليه وسلم وقتل بها شهيدا، واستصغره النبي صلى الله عليه وسلم لما أراد المسير إلى بدر، فبكى فأجازه، وكان سيفه طويلا، فعقد عليه حمائل سيفه، وكان عمره حين قتل ست عشرة سنة قتله عَمْرو بن عَبْد ود.)(اسد الغابة، ۴/۲۸۷)

۳۔:(اسد الغابة، ایضاً

۴۔:وكان عمره لما أسلم ثماني عشر قسنة.(اسد الغابة، ۵/۱۸۷)

۵۔:وكان عمره لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة إحدى عشر قسنة.(اسد الغابة، ۲/۳۴۶)

۶۔:(اسد الغابة، ایضاً

۷۔:عرضت على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الخندق، وأنا ابن ثلاث عشرة.(اسد الغابة، ۶/۱۳۸)

ﷺ کے خادمِ خاص بنے۔ (۱)

(۹)حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کے اسلام قبول کرنے کے کچھ عرصہ کے بعد تقریباًبارہ (۱۲)سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ (۲)

(۱۰)حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، بالغ ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا۔(۳)۔ تلک عشرة كاملة۔

اسی طرح تابعین اور تبع تابعین میں سے بھی کم عمر میں اسلام لانے والوں کی ایک طویل فہرست ہے جو بلوغت سے قبل اسلام لائے اور ان کا ایمان بھی قابلِ قبول ہوا، مگر افسوس! کہ آج اگر کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو مجوّزہ قانون کے مطابق اس کا اسلام قبول نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اٹھارہ برس کا نہ ہو جائے، الامان والحفیظ؛ لہٰذا مذکورہ سیکشن بھی شرعی اُصول و قوانین کے سَراسَر خلاف ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

كتبه: مفتی ابوثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

صدّقه: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

رَئیس دار الافتاء،

جمعیۃأشاعۃأهل السنۃ(پاکستان)

✿✿✿✿✿

۴۔ :خدم النبي صلی الله علیه وسلم عشر سنین، وقیل: خدمه ثمانیا، وقیل: سبعا(اسد الغابة ۱/ ۲۹۴)

۵۔ :أسلم وهو ابن ثماني سنين، وكان إسلامه بعد أبي بكر رضي الله عنه بيسير، كان رابعا أو خامسا في الإسلام. (اسد الغابة ۲/ ۳۰۷)

۶۔ :أسلم مع أبيه وهو صغير لم يبلغ الحلم (اسد الغابة ۳/ ۳۳۶)

جبراً اسلام قبول کروانے کی سزا؟!

الإستفتاء:۔

مجوّزہ بل کے مطابق ایک شق یہ بھی ہے کہ " اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا مذہب تبدیل کرانے کا ذمہ دار ہے اور سیشن جج کی نظر میں وہ جبری تبدیلیٔ ہے تو اس شخص پر مذہب، جبری تبدیلیٔ کرانے کا جرم عائد ہو گا اور اس کو کم سے کم پانچ سال اور زیادہ سے زیادہ دس سال قید کی سزا دی جاسکتی ہے اور کم از کم ایک لاکھ روپے اور زیادہ سے زیادہ دولاکھ روپے جرمانہ بھی عائد کیا جاسکتا ہے"۔

لہٰذا سوال یہ ہے کہ اِکراہ وجبر کے ساتھ کسی کو دین میں داخل کرنے کی کیا سزا ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:۔

کسی بھی غیر مسلم کے اسلام قبول کرنے کے بعد اسے جبری تبدیلیٔ مذہب کا ٹائیٹل دے کر دعوتِ اسلام پیش کرنے والے یا کلمہ پڑھانے والے شخص کو مُجرم بنا کر پیش کرنا اور اسے پانچ یا دس سال قید اور جرمانے کی سزا دینے سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ کسی بھی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے بنیادی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیّت اور نبی آخر الزمان حضرت محمدِ مصطفی ﷺ کی نبوّت ورسالت کو دل سے تسلیم کرنا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا ضروری ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ زبردستی زبان سے توحید ورسالت کا اقرار تو کروایا جاسکتا ہے لیکن دل سے تسلیم نہیں کروایا جاسکتا جیسا کہ کسی بھی مسلمان سے زبردستی کلمۂ کفر صادر کروانے سے وہ کافر نہیں ہو سکتا بشرطِ کہ اس کا دل ایمان پر مستقیم ہو تو بالکل اسی طرح کافر سے زبردستی توحید ورسالت کا اقرار کروائے جانے سے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب کہ اس کا دل اسلامی اُصولوں سے انکاری ہو۔

اور پھر اسلامی مزاج میں کسی بھی شخص پر اِکراہ وزبردستی کرکے اسلام سے وابستہ کرنے کا تصوّر ہی نہیں، نہ ہی اس کی تعلیمات میں یہ شامل ہے چہ جائے کہ اس پر کسی قسم کی سزا کا ترتّب ہو۔

چنانچہ مفسّر قرآن ابو الفداء علامہ اسماعیل بن عمر بن کثیر، دمشقی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

لاتكرهوا أحداً على الدخول في دين الإسلام، فإنه بين واضح، جلي دلائله وبراهينه، لا يحتاج إلى أن يكره أحد على الدخول فيه، بل من هداه الله للإسلام، وشرح صدره، ونور بصيرته، دخل فيه على بينة، ومن أعمى الله قلبه وختم على سمعه وبصره، فإنه لا يفيده الدخول في الدين مكرها مقسوراً.(۱)

یعنی، تم کسی کو دین اسلام میں داخل ہونے پر مجبور نہ کرو؛ کیونکہ یہ دین واضح اور نمایاں دلائل والا ہے اور یہ اس چیز کا محتاج نہیں کہ کسی کو مجبوراً اس میں داخل کیا جائے، بلکہ جسے اللہ کریم اسلام کی ہدایت دے اور کھول دے اس کا سینہ تو وہ شہادت کی بنیاد پر اسلام میں داخل ہو جائے گا اور جس کے دل کو اللہ اندھا کرے اور اس کی سماعت اور اور بصارت پر مہر لگادی گئی ہو تو اب اس کو زبردستی دین میں داخل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اسلام کی دعوت دینا اہم دینی فریضہ ہے:

پھر غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا، شرک وکفر سے بچا کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف رغبت دلانا، تمام انبیاومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم کا طریقہ، تمام نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی اور ایک اہم دینی فریضہ ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ (یوسف، ۱۳/۱۰۸)

۱۔ تفسیر القرآن العظیم (لابن کثیر)، تحت قولہ تعالیٰ: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ، ۱/۵۲۱

ترجمہ: تم فرماؤ! یہ میری راہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ (کنز الایمان)

صدرُ الافاضل حضرت علاّمہ سیّد نعیم الدین مراد آبادی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ آیت کریمہ کے اس حصہ "هٰذِهٖ" کا مشار الیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

توحیدِ الٰہی اور دینِ اسلام کی دعوت دینا۔[1]

اور گروہِ مسلمین کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران، ۳/۱۰۴)

ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔ (کنز الایمان)

اور نبی کریم ﷺ کے فرامین میں بھی دعوتِ اسلام کی ترغیب موجود ہے۔

چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا:

اُدْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ، فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ»[2]

یعنی، اہلِ خیبر کو اسلام کی دعوت دو اور اسلام کے جو حقوق ان پر واجب ہیں وہ انہیں بتاؤ۔ خدا کی قسم! تیری وجہ سے ایک شخص کا ہدایت قبول کرلینا تیرے لئے مالِ غنیمت کے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

۱۔: (تفسیر خزائن العرفان، ص: ۴۶۵)
۲۔: (صحیح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم الناس الخ، ۴/۴۷)

اسلام کی روشن تعلیمات اور قبولِ اسلام:

پھر چوں کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام میں عدل وانصاف اور عزت واحترام ہے، انسانوں کی ہر طرح کی ضروریات کی رعایت ہے، ہر شخص صرف اپنے ہی اعمال کا جواب دہ ہے اور کسی پر اس کی طاقت وقوت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا۔

اس کے عقائد بہت ہی شفاف اور عقل انسانی کے قریب ہیں۔ عبادات سے لے کر معاشرت ومعاملات بلکہ اِس میں زندگی کے ہر شعبے کے لیے رہنمااُصول موجود ہیں۔

اس کی مذہبی کتاب وحی الٰہی ہے اور ہمیشہ کے لیے ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔ اس کی دیگر تعلیمات کا بھی پورا ذخیرہ مستند تاریخی روایات پر مشتمل ہے اور صدیوں کی تاریخ ان احکام وتعلیمات کا عملی ثبوت ہے۔

اور اسلام کی یہ ایسی خوبیاں ہیں جو کسی بھی حقیقت پسند آدمی کو چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو ایمان لانے پر مجبور کر دیتی ہیں اور اسی بنیاد پر وہ اسلام بھی قبول کر لیتا ہے اور اگر وہ اسلام قبول نہ بھی کرے تو بھی وہ تعلیمات اسلامیہ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا؛ لہٰذا ایسی صورتِ حال میں کسی بھی غیر مسلم کے اسلام قبول کرنے یا اسلام سے متاثر ہو جانے کو جبری تبدیلیٔ مذہب کہنا یا جذباتی ونفسیاتی دباؤ کا نام دینا اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ نہیں، تو اور کیا ہے؟!

اور جو لوگ بھی اس طرح کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں وہ بھی اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ جبراً جس بات کو تسلیم کروایا جائے تو طاقت وقوت حاصل ہونے کی صورت میں وہ اس چیز کا انکاری بھی ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس کو ضرر پہنچانے میں بھی کوئی کمی نہیں چھوڑتے لیکن تاریخ اسلام سے واقف ہر شخص اس بات سے آگاہ ہے کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد ماسوائے چند، سب اِسی دین پر قائم رہے بلکہ اِس کی دعوت

وترویج میں آخر دم تک کوشاں رہے؛ یہی وجہ ہے کہ اہلِ اسلام کی کوششوں سے اسلام دنیا بھر کے بیشتر ممالک تک پہنچا۔

یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام جبر سے نہیں بلکہ حُسنِ اخلاق اور اپنی روشن تعلیمات کی وجہ سے عام ہوا اور لوگ جوق دَر جوق دامنِ اسلام سے وابستہ ہوئے، ہورہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

جبراً قبول اسلام اور اس پر سزا کا حکم:

البتہ اگر کہیں کوئی ایسا واقعہ مل بھی جائے جس میں کسی کو زبردستی گن پوائنٹ پر یا جان سے مارنے کی دھمکی دے کر اسلام قبول کروایا گیا ہو تو یہ فردِواحد کا عمل ہوگا جس سے اسلام اور تعلیماتِ اسلامیہ کا دُور دُور تک کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے، اب اس تناظر میں ایسے شخص کی طرف سے ایسا عمل پایا گیا جس کی شرعاً اجازت نہ تھی؛ کیوں کہ جبراً کسی بھی شخص کو اسلام میں داخل کرنے کی اسلام نہ صرف ممانعت فرماتا ہے بلکہ اس کی مذمت بھی کرتا ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں اُس کی طرف سے ڈرانے، دھمکانے اور زدوکوب وغیرہ کرنے کی صورت پائی گئی ہے تو قاضیِ اسلام اس طرح کے عوامل کی روک تھام کے لئے بطورِ تعزیر سزا دے سکتا ہے۔

جب کہ زمینی حقائق تو یہی ہیں کہ اب تک کسی بھی فرد کی جانب سے جبراً اسلام قبول کروانے کی اس طرح کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، بلکہ دیکھا یہ گیا ہے جب بھی کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرتا ہے تو اولاً یہی الزام لگایا جاتا ہے کہ اِسے جبراً اسلام قبول کروایا گیا، پھر اس کے خلاف مقدمات چلائے جاتے ہیں اور ان مقدمات کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بچی یا بچہ کورٹ میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے جبراً نہیں بلکہ اپنی رضا سے اسلام قبول کیا۔

اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

پہلی مثال:

کراچی ریلوے کالونی کی رہائشی غیر مسلم لڑکی "آرزو" نے اسلام قبول کیا اور پھر ماشاءاللہ عزّوجلّ ایک مسلم لڑکے سے شادی کی سعادت حاصل کی۔ مذکورہ لڑکی کے والدین کی جانب سے اولاً اغوا کا پھر ریپ اور اس کے بعد جبری تبدیلیٔ مذہب کا الزام عائد کیا گیا، اور اُردو وائس آف امریکا نے اپنی ویب سائٹ پر مذکورہ لڑکی کے والدین اور لڑکی کا عدالتی بیان اور کیس کی مکمل کاروائی بیان کی جس کا اقتباس یہ ہے:۔

"ان کا الزام ہے کہ ان کی سب سے چھوٹی بیٹی کو ان کے ۴۴ سالہ پڑوسی نے ۱۲ اکتوبر کو اغوا کیا۔ اس کا زبردستی مذہب تبدیل کروایا جس کے بعد کم عمری کے باوجود اس کی شادی کرا دی گئی۔ اس طرح اُن کے مطابق یہ کیس اغوا کے ساتھ ساتھ ریپ کا بھی ہے۔

"آرزو" کے والدین کے مطابق پولیس نے لڑکی کے لاپتہ ہونے پر مقدمہ درج کرنے میں بھی شروع میں لیت و لعل سے کام لیا۔ اور مقدمہ درج کرنے کی اگلی ہی تاریخ پر انہیں لڑکی کا نکاح نامہ اور تبدیلیٔ مذہب کی سند دکھائی گئی۔ پولیس کی لڑکی کی بازیابی میں مسلسل تاخیر پر والدین نے سول سوسائٹی کو بھی آگاہ کیا۔ جس پر بھرپور احتجاج کیا گیا اور واقعہ میڈیا پر رپورٹ ہوا۔ معاملہ میڈیا پر آنے اور عدالتی حکم پر پولیس نے لڑکی کو بازیاب کیا۔ جب کہ اغوا کے کیس میں نامزد ملزم اور لڑکی کے شوہر کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ عدالت نے ملزمان کو ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ عدالت نے ملزم کے ڈی این اے رپورٹ اور دیگر شواہد جمع کر کے پولیس کو تحقیقات مکمل کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

ہائی کورٹ نے اس دوران "آرزو" کو والدین یا کہیں اور رکھنے کی بجائے سرکاری تحویل میں دارُالامان میں رکھنے کا بھی حکم دیا ہے۔

عدالت میں قبولِ اسلام کا اقرار:

سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس کے کے آغا اور جسٹس امجد علی سہتو پر مشتمل دو رُکنی بینچ نے جمعرات کو جب کیس کی سماعت شروع کی تو عدالتی حکم پر بازیاب کرائی گئی لڑکی کو عدالت میں پیش کیا گیا۔عدالت کے استفسار پر "آرزو" نے بتایا کہ:

"اس نے بغیر کسی زور زبردستی کے اپنی مرضی سے دینِ اسلام قبول کیا ہے اور اُس کی عمر ۱۸ سال ہے۔اِس لیے وہ اپنی مرضی سے شادی کی بھی مجاز ہے۔"

عدالت نے لڑکی سے استفسار کیا کہ کیا آپ کو کسی نے اغوا کیا تھا؟

جس پر "آرزو" نے بتایا کہ اُسے کسی نے اغوا نہیں کیا تھا اور نہ ہی کوئی زبردستی کی گئی۔اِسے اپنے شوہر سے الگ نہ کیا جائے۔"[1]

اب دیکھئے! اِس واقعہ میں بھی اولاً یہی الزام عائد کیا گیا ہے کہ لڑکی کو جبراً اسلام قبول کروایا گیا لیکن عدالت میں لڑکی کے اقرار سے معلوم ہوا کہ اسے نہ تو کسی نے اغوا کیا اور نہ ہی اس سے جبراً اسلام قبول کروایا گیا بلکہ وہ اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہوئی ہے۔

۱۔:(اردو وائس آف امریکا ویب سائٹ ، مضمون بنام : سندھ:جبراً مذہب کی تبدیلی کا الزام،لنک یہ ہے :
https://www.urduvoa.com

دوسری مثال:

اسی طرح صوبہ سندھ کے علاقے گھوٹکی سے دو بہنوں "روینا" اور "رینا" نے اسلام قبول کیا اور ان کے قبولِ اسلام کے خلاف بھی مقدمہ دائر کیا گیا اور یہ دعوی کیا گیا کہ ان سے جبراً مذہب تبدیل کروایا گیا، لیکن دونوں بہنوں کی طرف سے اس الزام کارڈ کر دیا گیا۔

چنانچہ ۱۲ اپریل ۲۰۱۹م کے اخبار "روزنامہ جنگ" میں اس واقعہ کی مکمل تفصیلات کچھ یوں درج ہیں:

ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والی گھوٹکی کی دو بہنوں "رُوینا" اور "رِینا" کی میڈیکل رپورٹ میں انکشاف ہوا ہے کہ دونوں لڑکیاں بالغ ہیں۔ دونوں لڑکیوں کے بھائی کی جانب سے دعویٰ سامنے آیا تھا کہ اس کی بہنیں کم عمر ہیں، جب کہ لڑکیوں کے والدین نے عمر کے تعین کے لیے میڈیکل بورڈ بنانے کی درخواست دی تھی۔ لڑکیوں کے والد ہری لال نے درخواست میں دعویٰ کیا تھا کہ لڑکیوں کی عمریں ۱۳ اور ۱۴ سال ہیں۔ اسلام آباد کے پمز اسپتال کے ریڈیالوجی ڈپارٹمنٹ کی ڈاکٹر ثانیہ نے دونوں لڑکیوں کی رپورٹ مرتب کی ہے جس کے مطابق "روینا" کی عمر ۱۹ سال ۲ ماہ، جبکہ "رینا" کی عمر ۱۸ سال ۶ ماہ ہے۔ میڈیکل رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دونوں لڑکیوں کی عمر کا تعین ہڈی کے ایکسرے کے ذریعے کیا گیا ہے۔ عدالت میں دائر کی گئی درخواست میں دونوں بہنوں کی جانب سے تحفظ کی درخواست کی گئی ہے اور مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ **انہوں نے زبردستی نہیں بلکہ اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا**، انہیں تحفظ فراہم کیا جائے۔ عدالت میں دائر کی گئی درخواست میں دونوں بہنوں کی جانب سے تحفظ کی درخواست دائر کی گئی تھی اور مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ انہوں نے زبردستی نہیں بلکہ اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہے، انہیں تحفظ فراہم کیا جائے۔[1]

غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے کے واقعات میں "بھرچونڈی شریف" کا

۱۔:(روزنامہ جنگ، ۱۲ اپریل ۲۰۱۹ء، کراچی، پاکستان، لنک یہ ہے: https://jang.com.pk/news/624525

اہم کردار ہے جس کے سجادہ نشین حضرت پیر عبد الخالق قادری ہیں اور ''روینا'' اور ''رینا'' کے قبولِ اسلام کا واقعہ بھی درگاہ ''بھرچونڈی شریف'' میں پیش آیا جس کے بعد ان کے قبول اسلام کے بارے میں مختلف قسم کی افواہیں، مثلاً جبراً تبدیلیٔ مذہب وغیرہ کی پھیلنا شروع ہوئی جس کے تدارک کے لیے باقاعدہ پریس کانفرنس کی گئی بچیوں کو ان کے شوہروں کے ساتھ بٹھایا گیا اور درگاہ کے نمائندے نے صحافیوں کو ان کے قبول اسلام کا مکمل واقعہ سنایا۔

ان دونوں بہنوں کے قبول اسلام کے بعد غیر مسلموں کی جانب سے ان سے مختلف قسم کے سوالات کئے گئے جن کے جوابات ڈی ڈبلیو کی ویب سائٹس پر اس عنوان ''صرف ہندو لڑکیاں ہی کیوں مسلمان ہو رہی ہیں؟'' کے تحت موجود ہیں جن میں سے ایک یہ تھا:۔

اعتراض:

''ایک روز لڑکیاں اغوا ہوتی ہیں دوسرے روز ان کا نکاح نامہ سامنے آجاتا ہے، اگر وہ اپنی مرضی سے اسلام قبول کر رہی ہیں تو انہیں گھر میں بہن اور بیٹی بنا کر کیوں نہیں رکھا جاتا؟''

جواب:

''گھریلو ناہمواریوں، ذات پات سے تنگ ہر عمر کے لوگ اسلام کے دائرے میں شامل ہو رہے ہیں مگر سیاست کرنے والے شور صرف لڑکیوں کے قبول اسلام پر مچاتے ہیں کیونکہ اس سے پاکستان بدنام ہوتا ہے اور سیاست چمکتی ہے۔'' انہوں نے کہا کہ: ''لڑکیوں کے نابالغ ہونے کا دعویٰ کرنے والوں نے رِنکل کماری کے معاملے میں بھی ایسے ہی شور مچایا تھا لیکن جب میڈیکل ہوا تو اس کی عمر بھی ۲۰ برس نکلی، ''اب ''رنکل'' اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ رہ رہی ہے، عمرہ کر چکی

ہے، علاقے کے بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کے لیے مدرسہ چلا رہی ہے، کیا یہ سب میں نے زبردستی کرایا ہے؟اب چوں کہ لڑکی تنہا اسلام قبول کرتی ہے اور بغیر محرم کے اگر ہم اسے رکھیں گے تو مزید نئے نئے الزامات اور تہمتیں لگائی جائیں گے،"لہٰذا ہم لڑکیوں کو بتاتے ہیں کہ اگر وہ شادی کرنا چاہیں تو چند لڑکے ہیں، جن سے وہ شادی کر سکتی ہیں اور وہ اپنی مرضی اور پسند کے لڑکے سے شادی کرلیتی ہیں۔"(۱)

صوبے میں جبری تبدیلیٔ مذہب کے واقعات پر صوبائی وزیر اطلاعات سید ناصر حسین شاہ کہتے ہیں کہ:

صوبے میں جبری تبدیلیٔ مذہب کے واقعات میں کوئی حقیقت نہیں۔ ایسے الزامات تحقیقات کے بعد جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ صوبے میں تمام اقلیتیوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔(۲)

اسلام قبول کرنے والی چند مشہور شخصیات کے نام، مختصر تذکرہ بر قبولِ اسلام:

دامنِ اسلام سے وابستہ ہونے والوں میں پسماندہ لوگ ہی شامل نہیں بلکہ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والا شخص اسلام اور تعلیمات اسلامیہ سے نہ صرف متاثر ہوتا ہے بلکہ ایک بڑی تعداد اسلام بھی قبول کرتی ہے۔

چنانچہ انڈین فلم انڈسٹری سے تعلق رکھنے والی چند گلوکار اور اداکار شخصیات ایسی بھی ہیں جنھوں نے نہ صرف خود بلکہ پوری فیملیز کے ساتھ اسلام قبول کیا۔بطورِ اقتباس

ا۔:ڈی،ڈبلیو،کام،"،لنک یہ ہے:https://www.dw.com

۲۔: اردو وائس آف امریکا ویب سائٹ،۔لنک یہ ہے:- https://www.urduvoa.com

خلاصۃً ان کا تذکرہ کئے دیتا ہوں تاکہ اسے پڑھ کر اندازہ لگایا جاسکے کہ اسلام قبول کرنے میں جبر کا عمل دخل نہیں بلکہ حسنِ اسلام کا عملی ثبوت ہے۔

چنانچہ ۱۹ اکتوبر ۲۰۲۰ کے اخبار "روزنامہ اوصاف" میں ہے:

بھارتی فلم انڈسٹری سے تعلق رکھنے والی ۔۔۔ شخصیات ۔۔۔۔ میں چند اداکار و گلوکار ایسے ہیں جنہوں نے اسلام کو جاننا چاہا اور اس کی خوبصورتی اور مٹھاس سے متاثر ہوکر دیکھتے ہی دیکھتے اپنے خاندان سمیت آج وہ مذہب اسلام میں داخل ہوگئے۔ ان اداکاروں کا ماننا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ان کے دلوں کو راحت پہنچاتا ہے اور آج ان کا ایمان بھی پختہ ہو چکا ہے آئیں ہم جانتے ہیں کہ وہ کونسے خوش نصیب معروف بھارتی شخصیات ہیں جنہوں نے اسلام کا حصہ بننے کا یہ احسن اقدام اٹھایا۔

(۱):۔ اے آر رحمٰن:: نامور بھارتی گلوکار تھے۔ ۲۳ سال کی عمر میں اپنے خاندان سمیت اسلام قبول کیا۔

(۲):۔ ممتا کلکرنی: سابقہ بھارتی اداکارہ اور ماڈل ہے جس نے اپنے شوہر کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

(۳):۔ مونیکا: اسلامی اصولوں سے متاثر ہو کر ایک پریس میٹنگ کے دوران اسلام قبول کیا اور اپنا نام تبدیل کر کے ایم جی رحیمہ رکھا۔ ایم جی رحیمہ نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ **"انہوں نے پیار یا دولت کی وجہ سے مذہب تبدیل نہیں کیا، مجھے اسلامی اُصول پسند ہیں، لہٰذا اس وجہ سے میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئی۔"**

(۴):۔ شرمیلا ٹیگور: انہیں مشہور کرکٹر منصور علی خان پٹودی پسند تھے جس کے بعد انہوں نے منصور سے شادی کی اور اسلام قبول کرلیا۔ اور اپنا نام

تبدیل کر کے عائشہ سلطانہ رکھا۔

(۵) :۔دیپیکا کاکڑ: کی بھارتی اداکار شعیب ابراہیم کے ساتھ بھارت کے ایک آبائی شہر ، بھوپال میں شادی کی تقریب منعقد ہوئی۔ اداکارہ دیپیکا کاکڑ نے دیگروں کی طرح اپنا نام تبدیل کر کے فائزہ رکھ لیا۔ بھارتی اداکار شعیب ابراہیم سے شادی سے قبل اسلام قبول کرنے والی بھارتی ٹی وی اداکارہ دپیکا کاکڑ کا کہنا ہے کہ **انہیں مسلمان ہونے پر بہت فخر ہے۔**[1]

ان تمام تر واقعات اور اخباری اقتباسات کا حاصل یہی ہے کہ جسے جبراً اسلام قبول کرنا کہا جارہا ہے دَر حقیقت وہ جبراً نہیں بلکہ اپنی مرضی سے بغیر کسی دباؤ کے اسلام قبول کرنا ہے؛لہٰذا مذکورہ بل میں اسلام قبول کروانے والے کو مُجرم بنانے کے بعد کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ دس سال قید اور ساتھ ہی ساتھ ایک سے دولاکھ روپے جرمانہ بھی عائد کئے جانے سے تو اسلام دشمنی صاف ظاہر ہورہی ہے۔

ہاں! اگر کہیں کسی سے زبردستی کلمہ اسلام پڑھوایا گیا اور اس نے دل سے کلمہ نہ پڑھا فقط زبان سے کلمہ ادا کیا تو اب ایسی صورتِ حال میں تصدیقِ قلبی کے نہ پائے جانے کی صورت میں ۔جس کا ہمیں علم نہیں ہو سکتا[2]۔ وہ عنداللہ مومن نہیں ہو گا،

ا۔: روزنامہ اوصاف،۹،اکتوبر،۲۰۲۰،ملتقطاً

https://dailyausaf.com/showbiz/news-202010-73593.html

۲۔: ہاں!قلب ونگاہ کے مالک حضور نبی مکرم ﷺ ایسے منافق کو جان لیتے تھے چنانچہ نبی مکرم ﷺ کے پیچھے کچھ منافق لوگ نماز پڑھتے تھے جنھوں نے زبان سے تو رسالت مآب ﷺ کی نبوت ورسالت کا اقرار کیا لیکن دل سے تسلیم نہ کیا اور بارگاہِ رسالت میں آتے تو اپنے کو صاحب ایمان کہتے ایک دن نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ دینے کے

لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک ایک منافق کا نام لے لے کر اس کو مسجد سے نکلنے کا حکم دے دیا۔

چنانچہ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۱ کی تفسیر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم جمعة خطيبا، فقال: «قم يا فلان فاخرج، فإنك منافق، اخرج يا فلان، فإنك منافق» ، فأخرجهم بأسمائهم، ففضحهم، و لم يكن عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة لحاجة كانت له، فلقيهم عمر وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم استحياء أنه لم يشهد الجمعة، وظن أن الناس قد انصرفوا، واختبئوا هم من عمر، وظنوا أنه قد علم بأمرهم، فدخل عمر المسجد، فإذا الناس لم ينصرفوا. فقال له رجل: أبشر يا عمر، فقد فضح الله المنافقين اليوم، فهذا العذاب الأول، والعذاب الثاني عذاب القبر(المعجم الأوسط، باب الألف، من اسمه أحمد،۱/۲۴۱، الناشر: دار الحرمين – القاهرة)

یعنی، نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! تو نکل جا تو منافق ہے۔ اے فلاں! تو نکل جا تو منافق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے منافقوں کا نام لے لے کر ان کو مسجد سے نکال دیا اور ان کو رسوا کر دیا۔ اس دن کسی کام کی وجہ سے اس وقت تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں نہیں پہنچے تھے۔ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ مسجد سے نکل رہے تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چھپ رہے تھے۔ ان کا گمان تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حقیقتِ واقعہ کا پتا چل گیا ہے۔ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آج منافقین کو رسوا کر دیا۔ یہ ان پر عذاب اوّل تھا اور عذاب ثانی عذاب قبر ہے۔

اور نکالے جانے والے ان منافقین کی تعداد چھتیس تھی۔ چنانچہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ اپنے رسالے "انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شئی" میں اور امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ اپنی کتاب "الدر المنثور فی التفسیر الماثور" میں اس روایت کو بیان کرتے ہیں کہ:

أخرج ابن مردويه عن أبي مسعود الأنصاري رضي الله عنه قال: لقد خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة ما شهدت مثلها قط فقال أيها الناس إن منكم منافقين فمن سميته فليقم قم يا فلان قم يا فلان حتى قام ستة وثلاثون رجلا(انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شئی،فصل فی رد کل ماتشبثو بہ لنقض عموم علمہ ﷺ،۱۳/۲،دار أهل السنة ،کراتشی ،باکستان، ـالدر المنثور فی التفسیر الماثور،سورۃالتوبۃ،الایۃ: ۱۰۱، ۲۷۴/۴، الناشر:دارالفکر–بیروت)

یعنی، ابن مردویہ نے بروایت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ وعظ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا وعظ کہ ویسا وعظ میں نے کبھی نہیں سنا تو فرمایا۔ اے لوگو بیشک تم میں بعض لوگ منافق ہیں تو میں جس کا نام لوں اس کو اٹھنا پڑے گا اچھا اٹھ اے فلاں اچھا اٹھ اے فلاں اس طرح بار بار حکم دیتے رہے یہاں تک چھتیس منافق مجمع سے اٹھ گئے۔

بلکہ اسے منافق اعتقادی کہا جائے گا؛ کیوں کہ منافق اعتقادی وہی ہوتا ہے جو زبان سے دعویٔ اسلام کرے لیکن دل میں اسلام سے انکاری ہو، البتہ احکامِ دنیا میں اسے مسلمان ہی تصوّر کیا جائے گا؛ کیوں کہ حکمِ شرع تو ظاہر پر لگتا ہے اور ظاہراً تو اس نے اسلام قبول کیا ہے؛ لہٰذا ہم اسے مسلمان ہی کہیں گے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین ابو الحسن علی بن محمد بن عمر، المعروف بالخازن متوفی: ۷۴۱ھ "منافق اعتقادی کی تعریف" بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكفر نفاق، وهو أن يقر بلسانه ولا يعتقد صحة ذلك بقلبه[1]

یعنی، کفرِ نفاق یہ ہے کہ زبان سے اسلام کا اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق نہ کرے۔

اور مفسّرِ قرآن، حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی حنفی، متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

ثم ثلث بالمنافقين الذين آمنوا بأفواههم ولم تؤمن قلوبهم وهم أخبث الكفرة؛ لأنهم خلطوا بالكفر استهزاءً وخداعاً[2]

یعنی، پھر تیسرے منافقین ہیں جو زبان سے ایمان لائیں اور ان کے دل ایمان نہ لائے اور یہ تمام کفار میں سب سے خبیث کافر ہیں؛ کیوں کہ وہ کفر کے ساتھ استہزاء اور دھوکے کے طور پر ملے رہے۔

اور علامہ زین الدین، قاسم بن قُطلوبغا حنفی، متوفی ۸۷۹ھ لکھتے ہیں:

إن الله تعالىٰ أوجب الإقرار ليكون شرطاً لإجراء الأحكام الدنيا إذ لا وقوف على مافي القلب فلا بد لهم من دليل ظاهر والله تعالىٰ مطلع على مافي

۱۔: لباب التأويل في معاني التنزيل، البقرة، تحت قوله: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ، ۱/ ۲۴

۲۔: مدارک التنزیل وحقائق التأويل المعروف بتفسير النسفي"، البقرة، تحت قوله: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ، ۱/ ۴۷

الضمائر فتجری أحكام الأخرة على التصديق بدون الإقرار حتى أن من أقر ولم يصدق فهو مؤمن عندنا وعندالله تعالیٰ هو من أهل النار ومن صدّق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو كافر عندنا وعندالله تعالیٰ مؤمن من أهل الجنة ـ [1]

یعنی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اقرار کو واجب کیا تاکہ یہ احکام دنیا جاری کرنے کے لئے شرط ہو جائے ؛کیوں کہ دل میں کیا ہے اس پر اطلاع ممکن نہیں تو اس کے لئے ظاہراً کوئی دلیل ہونا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ تو جانتا ہی ہے کہ دلوں میں کیا ہے ؛لہٰذا احکامِ اُخروی اقرارِ لسانی کے بغیر، فقط تصدیقِ قلبی ہی کی بنیاد پر جاری ہو جائیں گے حتی کہ جو شخص اقرار کرے اور تصدیقِ قلبی نہ کرے وہ مومن ہو گا ہمارے نزدیک، اور عند اللہ وہ جہنمی ہو گا اور جو دل سے تصدیق کرے لیکن زبان سے اقرار نہ کرے تو وہ کافر ہو گا عندنا لیکن عند اللہ وہ جنتی ہو گا۔

اور صدرُ الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

نفاق کہ زبان سے دعوی اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار، یہ بھی خالص کفر ہے، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفرِ باطنی پر قرآن ناطق ہوا، نیز نبی ﷺ نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے۔ اب اِس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، کہ **ہمارے سامنے جو دعوی اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے، جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو مُنافیِ ایمان ہے نہ صادر ہو۔** [2]

۱۔ :حاشیۃ علی المسایرۃ، الخاتمۃ/فی بحث الایمان، ص: ۲۷۹،

۲۔ :بہار شریعت، ایمان و کفر کا بیان، جلد:۱، حصہ،۱، ص:۱۸۲

حتیٰ کہ اگر کوئی کافر سر پر لٹکتی تلوار دیکھ کر اسلام قبول کرلے تو اس کے قتل سے ہاتھ روک لینا ضروری ہے اور اسے قتل کرنے کی اجازت نہیں جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ صحابی رسول حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ایک جنگ میں میری تلوار کی زَد میں ایک کافر آیا جیسے ہی اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے فوراً سے کہا" لا إله إلا الله"، لیکن میں نے اس کے اِس اقرارِ ظاہری کی پرواہ نہ کی اور اسے قتل کردیا، پھر جب میں نے نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے بطورِ مذمت فرمایا:

«أقال لا إله إلا الله وقتلته؟»

یعنی، اس نے کلمہ پڑھا اور تم نے اسے قتل کردیا!

میں نے عرض کی:

یا رسول الله، إنما قالها خوفاً من السلاح،

یعنی، اس نے محض جان بچانے کے لئے اسلحہ کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کی تردید میں فرمایا:

أَفَلاَ شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ؟ حتیٰ تعلم أقالها أم لا؟»[1]

یعنی، "تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا؟! حتیٰ کہ تم جان جاتے کہ واقعۃً اس نے دل سے کلمہ پڑھا یا نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی غیر مسلم زبان سے اللہ کی وحدانیت اور نبی آخر الزمان ﷺ کی رسالت کا اقرار کرلے تو اسے مسلمان تسلیم کیا جائے گا، جب تک کہ اس سے اسلام کے منافی کسی قسم کا قول یا فعل ثابت نہ ہو جائے۔

۱۔ :(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر بعد أن قال: لا إله إلا الله، ۹۶/۱، رقم: ۱۵۸)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ (النساء،۵/۹۴)
ترجمہ: اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ (کنزالایمان)
اور صدر الافاضل علامہ سیّد نعیم الدین مراد آبادی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

یا جس میں اسلام کی علامت و نشانی پاؤ اس سے ہاتھ روکو اور جب تک اُس کا کُفر ثابت نہ ہو جائے اس پر ہاتھ نہ ڈالو، ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے سیّدِ عالم ﷺ جب کوئی لشکر روانہ فرماتے حکم دیتے کہ اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا۔[1]

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب
کتبہ: مفتی ابوثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی
صدّقہ: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
رئیس دار الافتاء،
جمعیۃ أشاعۃ أھل السنۃ (پاکستان)

❁❁❁❁❁

۱۔ تفسیر خزائن العرفان، ص: ۱۶۷

شادی یامعاشی مفادات کے پیش نظر اسلام قبول کرنا

الإستفتاء:۔

اگر کوئی غیر مسلم لڑکی کسی مسلمان مرد سے یاغیر مسلم لڑکا کسی مسلمان لڑکی سے شادی کرنے کی غرض سے اسلام قبول کرلے تو کیااسے بھی مذہب کی جبری تبدیلی کہا جائے گا؟اور اگر کوئی شخص معاشی مفادات کے پیش نظر اسلام قبول کرتا ہے تو کیااسے مذہب کی جبری تبدیلی کہاجائے گا؟کیاان صورتوں میں اس کااسلام معتبر ہو گایا نہیں؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب:۔

کسی بھی شخص کے کلمہ اسلام پڑھنے کے بعد اس کے قبول اسلام کے بارے میں مختلف قسم کے اشکالات جیسے اُس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیابلکہ اسلحہ کے خوف سے یاشادی کی غرض یامعاشی مفادات کے پیش نظر اسلام قبول کیاوغیرہ قائم کرکے اس کے اسلام میں شک کرنے کی ہمارا دین اجازت نہیں دیتا،جب تک کہ اس سے اسلام کے منافی کسی قسم کا قول یافعل ثابت نہ ہوجائے؛اس لئے کہ اسلامی تعلیمات تو ہمیں ہر ایک سے اچھا گمان رکھنے کی ترغیب دیتی ہے جب کہ بدگمانی سے منع کرتی ہے:کیوں کہ بدگمانی حرام ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا(سورۃالحجرات،۲۶/۱۲)

ترجمہ:اے ایمان والو!بہت گمانوں سے بچو۔بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو۔(کنزالایمان)

اور فرماتا ہے:

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا (۳) (بنی اسرائیل،۱۵/۳۶)

ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ! جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان سب سے سوال ہونا ہے۔ (کنز الایمان)

لہٰذا اگر کوئی غیر مسلم، مسلمان لڑکی سے یا مسلمان لڑکا کسی غیر مسلم سے شادی کی بنیاد پر یا کسی مسلمان کی جانب سے مالی معاونت کی پیشکش کی صورت میں بذاتِ خود یا کسی کی ترغیب پر اپنی رضا سے اسلام قبول کر لیتا یا کر لیتی ہے تو وہ مسلمان ہے اور ان کا اسلام قبول کرنا بھی معتبر ہے اور اسے جبری تبدیلی مذہب نہیں کہا جا سکتا؛ کیوں کہ یہ تو اسلام لانے کی ترغیب دلانا ہے جیسا کہ جب حضرت اُمّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہا اور حضرت ابو طلحہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے تو حضرت اُمّ سُلَیم نے ان سے کہا: کہ پہلے ایمان لاؤ تو پھر نکاح کروں گی، تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے اور پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے نکاح کیا اور اسلام لانے کو مہر قرار دیا۔

چنانچہ امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب خراسانی، نسائی متوفی: ۳۰۳ھ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"خطب أبو طلحة أم سليم، فقالت: والله ما مثلك يا أبا طلحة يرد، ولكنك رجل كافر، وأنا امرأة مسلمة، ولا يحل لي أن أتزوجك، فإن تسلم فذاك مهري وما أسألك غيره، فأسلم فكان ذلك مهرها " (۱)

۱۔ :السنن الصغری للنسائي، کتاب النکاح، التزویج علی الإسلام، ۱۱۴/۶، رقم: ۳۳۴۵

یعنی، ابو طلحہ نے اُمِ سلیم کو پیغامِ نکاح بھیجا تو انہوں نے کہا: اے ابو طلحہ! واللہ!! تیری طرح کے کسی مرد کو میں رد نہیں کر سکتی لیکن تم ایک کافر شخص ہو اور میں ایک مسلمان عورت ہوں اور میرے لئے تم سے نکاح کرنا حلال نہیں؛ لہٰذا اب اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہارا اسلام قبول کرنا ہی میرا مہر ہو جائے گا، میں تم سے قبولِ اسلام کے علاوہ کسی چیز کا سوال نہیں کرتی یہ سن کر ابو طلحہ مسلمان ہو گئے اور ان کا مسلمان ہونا ہی ان کا مہر قرار پایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کو شادی اور مال و متاع وغیرہ کی پیشکش کر کے اسلام کی طرف راغب کرنے کی شرعاً کسی طرح کی کوئی قباحت ہے، نہ ہی یہ جبری تبدیلیٔ مذہب میں آتا ہے۔

الحاصل: غیر مسلم کا بغرضِ شادی یا معاشی مفادات کے پیشِ نظر اسلام قبول کرنے سے وہ مسلمان ہو جائے گا اور اسے مسلمان ہی سمجھا جائے جب تک کہ اس سے کسی قسم کا کوئی قول یا فعل منافی اسلام صادر نہ ہو۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ: مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

صدّقہ: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

رئیس دار الافتاء،

جمعیۃ أشاعۃ أھل السنۃ (پاکستان)

✿✿✿✿✿

کلمہ پڑھانے میں تاخیر کرنے کا حکم

الإستفتاء:۔

کیا اسلام میں داخل کرنے کے لئے کسی قسم کی تاخیر کرنا شرعاً جائز ہے؟ اور اس تاخیر کا شرعی حکم کیا ہے؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب:۔

شریعتِ مطہرہ کی رُو سے جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہونے کا ارادہ کرے اور وہ مسلمان سے کہے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دو تو اب اسے فی الفور کلمہ پڑھانا فرض اور کلمہ پڑھانے میں تاخیر کرنا سخت ناجائز و حرام حتی کہ علما نے اسے کفر لکھا ہے۔

چنانچہ ابو الولید احمد بن محمد ابن شحنہ ثقفی حنفی متوفی ۸۸۲ھ لکھتے ہیں:

کافر جاء إلى رجل وقال أعرض علی الإسلام وقال الرجل إذهب إلى فلان العالم يكفر۔[1]

یعنی، کافر ایک شخص کے پاس آیا اور کہا مجھے مسلمان کر دو! اس شخص نے کہا: فلان عالم کے پاس جاؤ! تو ایسا کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

اسی طرح علامہ عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی حنفی متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

لو قال ذمیّ للمسلم أعرض علی الإسلام يقطع وإن كان فی الفرض[2]

یعنی، اگر کوئی ذمی کافر مسلمان سے کہے! مجھ پر اسلام پیش کرو تو اسے کلمہ

۱۔ لسان الحكام في معرفة الأحكام، الفصل السابع والعشرون، فيما يكون إسلاما من الكافر، ۱/۴۱۵

۲۔: الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية، الصنف الخامس، ۵/۳۵۹

پڑھانا فرض ہو گا، اگرچہ وہ فرض نماز میں ہو۔

اور امامِ اہل سنت، امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

جو کافر تلقینِ اسلام چاہے اسے تلقین فرض ہے اور اس میں دیر لگانا اشد کبیرہ بلکہ اس میں تاخیر کو علماء نے کفر لکھا۔[1]

البتہ اگر کوئی کافر مسلمان ہونے کے لئے کسی طرح کی کوئی قید مثلاً یہ کہے کہ مجھے کسی بھی عالم دین یا کوئی مخصوص عالم دین و فرد کے پاس لے جاؤ میں اسی کے ہاتھ پر قبول اسلام کروں گا تو چوں کہ اب اس کا یہ مطالبہ ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں اسلام قبول کروانے میں تاخیر کرنے سے وہ گناہ گار نہیں ہو گا بلکہ اب اسے چاہیئے کہ وہ اس کی شرط کو پورا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے تاکہ وہ جلد سے جلد دامن اسلام سے وابستہ ہو جائے۔

واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ: مفتی ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

صدّقہ: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

رَئیس دار الافتاء،

جمعیۃ أشاعۃ أهل السنۃ (پاکستان)

٭٭٭٭٭

ماخذ و مراجع

۱-القرآن، کلام باری تعالیٰ۔

۱۔: فتاوی رضویہ، حظر واباحت، ۲۱/ ۱۷۲

۲-کنز الایمان؛از:امام اہل سنت امام احمد رضاخان حنفی،(م:۱۳۴۰ھ)،ناشر:مکتبۃ المدینۃ،کراچی۔
۳۔:تفسیر القرآن العظیم، لابی الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر البصری، (م:۷۷۴ھ)مطبوعۃ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت الطبعۃ الأولی-۱۴۱۹ھ۔
۴۔: مدارک التنزیل وحقائق التأویل المعروف بتفسیر النسفي"،لابی البرکات، حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی الحنفی ،(م: ۷۱۰ ھ)،مطبوعۃ: دار الکلم الطیب، بیروت، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م۔
۵۔:لباب التأویل في معاني التنزیل، لعلاء الدین ابی الحسن علی بن محمد بن ابراهیم بن عمر، المعروف بالخازن،م: ۷۴۱ھ، مطبوعۃ:دار الکتب العلمیۃ-بیروت، الطبعۃ الأولی-۱۴۱۵ھ۔
۶۔:الجامع لأحکام القرآن، لإمام ابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری الخزرجی القرطبی (م: ۶۷۱ ھ)،مطبوعۃ:دار الکتب المصریۃ-القاهرۃ، الطبعۃ:الثانیۃ، ۱۳۸۴ھ-۱۹۶۴م۔
۷۔: تفسیر خزائن العرفان،از:صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی حنفی ۱۳۶۷م،دار اہل السنۃ،
۸۔:صحیح بخاری، لإمام محمد بن اسمعیل بخاری، (م:۲۵۶ھ)،مطبوعۃ :دار طوق النجاۃ، الطبعۃ:الأولی، ۱۴۲۲ھ
۹-:صحیح مسلم؛لإمام أبی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری،(م:۲۶۱ھ)، مطبوعۃ: دار إحیاء التراث العربي-بیروت
۱۰-:السنن الصغری للنسائي؛لإمام أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب النسائی،(م:۳۰۳ھ)، مطبوعۃ: مکتب المطبوعات الإسلامیۃ-حلب، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۶-۱۹۸۶
۱۱-: المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، لأبی زکریا محیي الدین یحیی بن شرف النووي (م:۶۷۶ھ)، مطبوعۃ:دار إحیاء التراث العربي-بیروت، الطبعۃ:الثانیۃ، ۱۳۹۲
۱۲۔:شرح العقائد النسفیۃ، للعلامۃ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی(م:۷۹۲ھ)،مکتبۃ المدینۃ، کراتشي، پاکستان
۱۳۔:نبراس، شرح"شرح عقائد"،للعلامہ عبدالعزیز پرہاروی الحنفی(م۱۲۳۹ھ)،فیضی کتب خانہ
۱۴۔:المسامرۃ في شرح المسایرۃ، لإمام کمال الدین محمد بن محمد، المعروف بابن ابی شریف القدسی الشافعي (م:۹۰۵ھ)، النوریۃ الرضویہ پبلی کیشنگ کمپنی۔
۱۵۔: حاشیۃ علی المسایرۃ، للعلامہ زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی (م:۸۷۹ھ)، النوریۃ الرضویہ پبلی کیشنگ کمپنی۔
۱۶۔:لسان الحکام في معرفۃ الأحکام، للعلامۃ لسان الدین ابو الولید احمد بن محمد ابن شحنہ الثقفی الحنفی

(م: ۸۸۲ھ) مطبوعة: البابي الحلبي-القاهرة، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۳-۱۹۷۳ء۔

۱۷۔: الدر المختار شرح تنوير الابصار، للعلامة علاء الدين محمد بن علي الحصكفي الحنفي (م: ۱۰۸۸ھ، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲م۔

۱۸۔: رد المحتار على الدر المختار، للعلامة سيد محمد امين ابن عابدين الشامي الحنفي، (م: ۱۲۵۲ھ)، دار المعرفة، بيروت، ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م۔

۱۹۔: مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، للعلامة شيخ زاده المعروف بداماد آفندی (م: ۱۰۷۸ھ)، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي۔

۲۰۔: الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية، للعلامة عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي الحنفي (م ۱۱۴۳ھ) مطبوعة: دار الطباعة العامرة۔

۲۱۔: فتاوی رضویہ، از: امام اہل سنت، امام احمد رضا خان حنفی، (م: ۱۳۴۰ھ)، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

۲۲۔: بہار شریعت، از: صدر الشریعہ، مفتی امجد علی اعظمی حنفی، (م: ۱۳۶۷ھ)، مکتبۃ المدینہ، کراچی

۲۳۔: كشف الأسرار شرح أصول البزدوي، للعلامة علاء الدين عبد العزيز بن احمد بن محمد، البخاري الحنفي (م:) مطبوعة: دار الكتاب الإسلامي)

۲۴۔: أسد الغابة في معرفة الصحابة، لأبي الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (م: ۶۳۰ھ) مطبوعة: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى سنة النشر: ۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۴ م

۲۵۔: اردو وائس آف امریکا ویب سائٹ، لنک یہ ہے:- https://www.urduvoa.com

۲۶۔: روزنامہ جنگ، ۳ اپریل ۲۰۱۹ء، کراچی، پاکستان، لنک یہ ہے: https://jang.com.pk/news/624525

۲۷۔: (ڈی، ڈبلیو، کام، لنک یہ ہے: https://www.dw.com

❁❁❁❁❁

نوٹ:

☆ منی آرڈر کی فیس زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کو سہولت دی گئی ہے کہ آپ ایک منی آرڈر پر ایک سے زیادہ ممبران کی فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں۔

☆ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے علیحدہ فارم کی ضرورت نہیں، آپ اسی فارم کو پُر کر کے بھیج سکتے ہیں۔

☆زیادہ ممبران ہونے کی صورت میں اس فارم کی فوٹو کاپی بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

☆تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فارم جلد از جلد پُر کر کے روانہ کر دیں زیادہ تاخیر کی صورت میں کتاب نہ ملنے پر شکایت قابلِ قبول نہ ہو گی۔

☆اپنا ایڈریس مکمل اور صاف تحریر کر کے روانہ کریں ورنہ ممبر شپ حاصل نہ ہونے کی صورت میں ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

☆پرانے ممبران خط کے علاوہ منی آرڈر پر بھی اپنا ممبر شپ نمبر ضرور تحریر کریں۔

☆اپنا رابطہ نمبر ضرور تحریر کریں۔

☆سال ۲۰۲۲ء کی ممبر شپ حاصل کرنے کے خواہش مند افراد دسمبر ۲۰۲۱ء تک اپنا ممبر شپ فارم جمع کروادیں بصورتِ دیگر ممبر شپ کا حصول مشکل ہو گا۔

☆براہِ کرم منی آرڈر جس نام سے روانہ کریں، خط بھی اسی نام سے روانہ کریں تاکہ خط اور منی آرڈر کے ضائع ہونے کا امکان نہ رہے۔

☆فارم پر مکمل پتہ، گاؤں / شہر کا نام، تحصیل، ضلع، پوسٹ کوڈ، موبائل نمبر لازمی اور مکمل تحریر کریں بصورتِ دیگر آپ کو پوسٹ ملنے میں دشواری ہو سکتی ہے۔

محترم المقام جناب.......................... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے آئندہ سال ۲۰۲۲ء کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت ممبر

شپ حاصل کرنے کی فیس ۱۰۰/-روپے سالانہ ہی کو بر قرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کر دیں تاکہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہو گی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام ۵ بجے سے رات ۱۲ بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری ۱۲ کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے ۱۱ کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے ۱۰ کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شپ نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تاکہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کر دیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرا دیں۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:
جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔74000

فقط
علّامہ مہربان قادری (معاون محمد سعید رضا)
شعبہ نشر و اشاعت 021-32439799
0314-2021215

نام.................................ولدیت.................................
مکمل پتہ...
.................................قریبی مشہور جگہ.................................
موبائل نمبر / فون نمبر.................................سابقہ سیریل نمبر.................................

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کر سکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جا سکتی ہے۔ برائے کرم اپنا موبائل نمبر ضرور تحریر کریں تاکہ رابطہ کرنے میں آسانی ہو۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنزالایمان

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے